

فضائل و مسائل

# رمضان المبارک



تالیف  
مولانا مفتی محمد ایاز صاحب



# فضائل و مسائل

## رمضان

ابومعاویہ مولانا مفتی محمد ایاز رحمۃ اللہ علیہ

العلم پبلیکیشنز محلہ جنگی پشاور

091-2590315

## فہرست مضامین

- 98 فضائل و مسائل روزہ ❁
- 98 روزہ کی اہمیت ❁
- 99 روزہ کب فرض ہوا؟ ❁
- 99 روزے کی فضیلت ❁
- 99 رمضان کیا ہے؟ ❁
- 100 نیکیوں کا سیزن ❁
- 101 روزہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ ❁
- 101 رمضان میں شیاطین قید ہو جاتے ہیں ❁
- 101 روزہ دار کیلئے جنت کا مخصوص دروازہ ❁
- 101 روزہ دار کے مُنہ کی بومٹھک سے زیادہ پسندیدہ ہے ❁
- 102 افطار کرانے والے کو ثواب ❁
- 102 روزہ توڑنے پر وعید ❁
- 102 یہ فضائل کیسے حاصل ہوں گے ❁
- 105 روزہ کا فلسفہ اور فوائد ❁
- 107 ماہ رمضان اور چند غلط فہمیاں ❁
- 107 گناہوں سے اجتناب نہ کرنا ❁
- 108 نفل عبادت کرنے میں غلطیاں ❁
- 110 روزے کے اہم مباحث ❁
- 110 روزے کے اقسام ❁
- 115 روزہ کی سنتیں ❁
- 116 مفسداتِ روزہ ❁
- 118 مکروہاتِ روزہ ❁

- 119 جن وجوہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔
- 121 ان چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- 124 جن وجوہ سے روزہ توڑ دینا جائز ہے۔
- 124 کفارہ صوم
- 125 جن صورتوں میں کفارہ واجب نہیں
- 126 سفر کی وجہ سے رمضان اکتیس یا اٹھائیس دن کا ہو گیا
- 126 روزہ رکھ کر دوسرے ملک چلا گیا
- 127 پہلی کے چاند کا چھوٹا بڑا ہونا
- 127 نکسیر کا خون اندر جانا مفسد ہے
- 128 رمضان میں ایام روکنے والی دواء کا استعمال
- 128 اذان کے اختتام تک کھاتے رہنا
- 129 روزہ اور کوتاہیاں
- 132 روزہ کے مکروہات
- 133 فدیہ کے مسائل
- 135 تراویح کے مسائل
- 139 رمضان میں قضا نماز اور ایک غلط عقیدہ
- 140 آٹھ رکعت یا بیس رکعت
- 140 شینہ کا حکم
- 141 تراویح کن لوگوں کے پیچھے جائز ہیں
- 141 تراویح اور ختم قرآن پر اجرت
- 143 داڑھی کٹانے والے کے پیچھے تراویح جائز نہیں

- 145 اعتکاف ❁
- 145 اعتکات کی فضیلت ❁
- 147 اعتکاف کی حکمتیں اور فائدے ❁
- 149 اعتکاف کی تعریف اور اس کی شرائط ❁
- 150 اعتکاف کی قسمیں ❁
- 150 یہ امور مفسد اعتکاف ہیں ❁
- 151 مکروہات اعتکاف ❁
- 152 اعتکاف کے آداب و مستحبات ❁
- 155 اعتکاف کے مباحات ❁
- 157 مسائل اعتکاف ❁
- 159 معتکف کے لیے جائز و ناجائز امور ❁
- 167 لیلة القدر ❁
- 170 صدقہ فطر ❁
- 171 صدقہ فطر کب واجب ہوتا ہے؟ ❁
- 171 صدقہ فطر کب ادا کیا جائے؟ ❁
- 171 صدقہ فطر کس کی طرف سے واجب ہے؟ ❁
- 172 صدقہ فطر کی مقدار کیا ہے؟ ❁
- 173 نصف صاع کی مقدار کیا ہے؟ ❁
- 173 صدقہ فطر کا مصرف کون؟ ❁
- 174 امام کو زکوٰۃ و صدقہ فطر دینا ❁

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## فضائل و مسائل روزہ

روزہ کی اہمیت:

روزہ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔

قرآن مجید کی متعدد آیات اور بیشمار احادیث نبوی سے روزہ کی نہ صرف اہمیت اور فضیلت معلوم ہوتی ہے، بلکہ اس کا شمار ان فرض عبادات میں ہوتا ہے جن پر ایمان و اسلام کی بنیاد ہے۔

قرآن پاک میں ہے کہ:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

[البقرہ: ۱۸۳]

ترجمہ: مسلمانو! تمہارے اوپر روزے اسی طرح فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے دوسری امتوں پر فرض کئے گئے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی طرح روزہ کا حکم بھی اللہ نے دوسری امتوں کو دیا تھا، اور نبی ﷺ سے پہلے جتنے نبی اور رسول دنیا میں گزرے ہیں، ان سب نے اس کی تاکید کی تھی، اور اسے فرض قرار دیا تھا۔

اہل کتاب کے یہاں روزہ کا رواج آج بھی باقی ہے، ان کے علاوہ مشرک قوموں میں روزے کا رواج بھی قرآن پاک کی اس تاریخی شہادت پر یقین کے لیے کافی ہے، صرف جو فرق ہے وہ روزوں کی تعداد اور وقت میں ہے۔ یہ امت مسلمہ کی خصوصیت ہے کہ اس پر پورے ایک مہینے کے روزے فرض کئے گئے ہیں۔

## روزہ کب فرض ہوا؟

نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ صحابہؓ جب تک مکہ میں رہے برابر نفل روزے رکھتے تھے، مگر اب تک رمضان کا روزہ فرض نہیں ہوا تھا، جب آپ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں جانے پر بھی ڈیڑھ برس تک روزہ فرض نہیں ہوا، ڈیڑھ برس کے بعد یعنی ۲ھ میں رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض ہوئے۔

## روزے کی فضیلت:

یہ اللہ تعالیٰ کی خلقت کا کرشمہ ہے۔ اس نے اپنی مخلوقات میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ بعض افراد کو بعض پر، بعض اشیا کو بعض پر، بعض شہروں کو بعض شہروں پر، بعض مہینوں کو بعض مہینوں پر، بعض دنوں پر بعض کو اور بعض راتوں کو بعض راتوں پر فضیلت عطا کی گئی ہے۔ دنیا میں انسان یوں تو بہت ہیں لیکن ان سب سے بلند مرتبہ و مقام انبیائے کرام علیہم السلام کو حاصل ہے۔ شہر تو بہت سے ہیں لیکن تمام شہروں میں مقدس شہر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہیں۔ مہینے بھی بہت سے ہیں لیکن رمضان کا مہینہ سب سے زیادہ بابرکت اور فضیلت کا حامل ہے۔

## رمضان کیا ہے؟

آئیے! سب سے پہلے رمضان کا حقیقی تعارف خود صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنتے ہیں:

سیدنا سلمان فارسیؓ کی روایت کے مطابق شعبان کی آخری تاریخ کو آپ ﷺ نے خطبہ دیا۔ اس میں آپ نے ارشاد فرمایا:

“لوگو!! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے۔ اس مبارک مہینے کی ایک رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس مہینے کے روزے اللہ نے فرض کیے ہیں۔ اس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑا ہونے کو عبادت مقرر کیا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا

قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی نفل عبادت کرے گا تو اسے دوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اس کا اجر ملے گا۔

اس مہینے میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینے میں کسی روزے دار کو افطار کرایا، یہ اس کے لیے گناہوں کی مغفرت، آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہے اور اس روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ بغیر اس کے کہ روزے دار کے ثواب میں کمی کی جائے۔

عرض کیا گیا: ”یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا۔“ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی یا صرف پانی ہی کے گھونٹ کے ذریعے کسی روزے دار کو افطار کرادے۔ جو کوئی کسی روزے دار کو پورا کھانا کھلا دے، اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض یعنی کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اسے کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ماہ کا ابتدائی حصہ رحمت، درمیانی حصہ مغفرت اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی کا ہے۔“ بعد ازاں آپ نے فرمایا: ”جو شخص اس مہینے میں اپنے غلام، ملازم اور خادم کے کاموں میں تخفیف اور کمی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اور اسے دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔“

## نیکوں کا سیزن:

رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس کو سال کے دوسرے مہینوں پر فضیلت اور فوقیت حاصل ہے۔ اس میں شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔ ہر نیکی کا ثواب 70 گنا ہو جاتا ہے، دُعا کی قبولیت بڑھ جاتی ہے۔ اس ماہ میں اللہ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔ بہت سے ایسے جہنمیوں کو آزاد کرتے ہیں جن پر

دوزخ واجب ہو چکی ہوتی ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔ جس میں ہدایت کی اور نیک و بد میں تمیز کی واضح نشانیاں ہیں۔ یہ رحمت، مغفرت، جہنم سے نجات اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کا خاص مہینہ ہے۔ اس میں اللہ کی طرف سے فرشتے آواز لگاتے ہیں: ”اے بدی اور برائی کرنے والے تم رک جا! اے نیکی کے طالب تو اس میں مزید طلب پیدا کر! جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش سے ایک ہوا چلتی ہے جس کے جھونکوں کی وجہ سے جنت کے درختوں کے پتے اور کواڑوں کے حلقے تک بجنے لگتے ہیں۔“

**روزہ گناہوں کی معافی کا ذریعہ:**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا، اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔ [بخاری و احمد]

**رمضان میں شیاطین قید ہو جاتے ہیں:**

ماہ رمضان شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔ [بخاری و مسلم]

**روزہ دار کیلئے جنت کا مخصوص دروازہ:**

جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ”باب الریان“ کہا جاتا ہے، روزہ داروں کو اس طرف بلا یا جائے گا [کہ اس دروازہ سے جنت میں داخل ہوں] چنانچہ روزہ دار اس سے داخل ہوں گے اور جو اس سے داخل ہو گیا، وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ [بخاری و مسلم]

**روزہ دار کے مُنہ کی بو مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے:**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ابن آدم کے ہر نیک عمل کا اجر و ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”روزہ اس سے مستثنیٰ ہے، اس لیے

کہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود [اپنے شایان شان] اس کا بدلہ دوں گا کہ روزہ دار میرے ہی خاطر نفسانی خواہشات اور کھانے پینے کو قربان کرتا ہے۔”

روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں، ایک فرحت افطار کے وقت ملتی ہے اور دوسری فرحت اپنے رب سے ملاقات کے وقت نصیب ہوگی، روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ پسندیدہ ہے۔ [صحاح ستہ]

افطار کرانے والے کو ثواب:

جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا اسے بھی روزہ دار جتنا ہی اجر ملے گا، لیکن روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ [ترمذی، نسائی، ابن ماجہ]

روزہ توڑنے پر وعید:

جو شخص [تصداً] بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کا روزہ افطار کر دے، غیر رمضان میں چاہے عمر بھر روزے رکھے اس کا بدل نہیں ہو سکتے۔ [ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ]

یہ فضائل کیسے حاصل ہوں گے:

۱۔ روزہ کے جتنے فضائل سطور بالا میں بیان کیے گئے ہیں، ان کے حصول کی لازمی شرط یہ ہے کہ روزہ ہر قسم کے منکرات و معاصی اور بدعات سے اجتناب کے ساتھ رکھا جائے، زبان، کان، ہاتھ، پاؤں، آنکھ، ناک اور قلب و دماغ اطاعت سے معمور اور معصیت سے مجتنب ہوں۔ کسب معاش، معاملات، معاشرت غرض حقوق اللہ و حقوق العباد کے ہر شعبے میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی نافرمانی سے بچنے بچانے کی کوشش ہو۔

روزہ وہ عظیم الشان عبادت ہے جیسے قرآن کریم نے تقویٰ یعنی ترک معاصی کا نسخہ قرار دیا ہے، مگر کتنے مسلمان ہیں جو پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ سال سے رمضان کے روزے رکھ رہے ہیں، لیکن ان کی زندگی میں کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آتی، جو گناہ ان کی زندگی میں تھے

، وہ سالوں روزے رکھنے کے باوجود جوں کے توں ہیں، اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آج کل کے مسلمان روزے سے گناہ چھوڑنے کا قصد و نیت ہی نہیں کرتے اور گناہوں سے اجتناب کے اہتمام کے ساتھ روزہ رکھتے ہی نہیں، جو باطنی امراض سے حصولِ شفاء کے لیے شرط لازم ہے۔ ایسے لوگوں کا روزہ جمہور علماء کی رائے کے مطابق ذمہ سے سقوطِ فرض کا ذریعہ بن جائے گا مگر اس سے کوئی فضیلت اور ثواب حاصل نہیں ہوگا، چنانچہ رسول ﷺ نے فرمایا: جو شخص روزہ رکھ کر بھی جھوٹے کردار و گفتار سے باز نہ آیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے سے کوئی غرض نہیں۔” [بخاری]

بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کے لیے روزے کا ثمرہ بجز بھوکا رہنے کے لیے اور کچھ نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں جن کے لیے شب بیداری کا بدلہ سوائے جاگنے کے اور کچھ نہیں۔

۲۔ دورِ حاضر میں عموماً فضائل کے بیان پر خوب زور دیا جاتا ہے اور فضائل کے حصول کے مواقع اور وعیدوں کا ذکر بہت کم ہوتا ہے، جس سے عوام کا غیر محسوس طور پر یہ نظریہ بن جاتا ہے کہ خوب گناہ کیے جاؤ، روزوں سے، لیلیۃ القدر سے یا فلاں عملِ صالح سے سب اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اس بارے میں یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جن روایات میں رمضان کے روزوں، شب قدر کی عبادت یا کسی بھی عملِ صالح سے گناہوں کی معافی کا ذکر ہے، علماء کے نزدیک اس سے مراد صغیرہ گناہوں کی معافی ہے۔ ٹی وی، وی سی آر، گانا، سجاونا، بلا ضرورت تصویر بنانا یا گھر میں لگانا، غیبت کرنا یا سننا، داڑھی منڈانا یا کٹانا، عورتوں کا شرعی پردہ نہ کرنا، مردوں کا ٹخنے ڈھانکنا، بنک انشورنس یا کسی بھی حرام ذریعہ سے کمائی کرنا اور ایسے لوگوں کی دعوتیں اور ہدیے قبول کرنا، بدعات اور فتنج رسوم کی پابندی، ناجائز طریقے سے خرید و فروخت، حقوق العباد اور فرائض و واجبات ادا کرنے میں کوتاہی جیسے کبیرہ گناہوں سے جب

تک صدقِ دل سے توبہ و استغفار اور آئندہ اجتناب کا عزم مصمم نہ کر لیا جائے، وہ محض کسی عملِ صالح سے معاف نہیں ہوتے اس بناء پر ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ماہِ مقدس کے آغاز ہی سے ہر قسم کے گناہوں سے کلیتہً احتراز کرے اور جن گناہوں کی عادت پختہ ہو گئی ہے، ان کو ہمیشہ کے لیے چھوڑنے کی نیت کے استحضار کے ساتھ روزے رکھے، اگر اس اہتمام کے ساتھ رمضان کے مبارک مہینے کا مختصر سا وقت گزارا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ نفس کی اصلاح نہ ہو اور دنیا و آخرت کو تباہ کرنے والے مہلک امراض اور معاصی سے نجات نہ ملے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بیان کردہ نسخہ تو کبھی بھی غلط نہیں ہو سکتا۔



## روزہ کا فلسفہ اور فوائد

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کی رفعت و عظمت اور تسلط و اقتدار کے آگے تمام کائنات سرنگوں ہے لیکن یہ بات بہت ہی کم لوگ جانتے ہیں کہ انسان کے اس شرف و اعزاز اور عظمت و اقتداء کا معیار اور سبب کیا ہے؟

۱۔ انسان کا شرف و اعزاز اس بات میں ہے کہ وہ نفس سرکش کو قابو میں لا کر اپنی خواہشات پر غالب آکر فرائضِ عبودیت، بجالائے اور اپنا منشائے تخلیق پورا کرے، معرفتِ الہی اور رضائے خداوندی کی تلاش و جستجو میں رہے کہ یہی اس کا اہم فریضہ ہے۔ یہ وہ ہے جس کو الغرض شریف، معزز اور سعادت مند انسان وہ ہے جو اپنے نفس پر قابو حاصل کرے اور اسے پاکیزہ بنائے۔ نفس کو قابو میں لانے کے لیے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔

(۱) اول یہ کہ نفس کو تمام شہوتوں اور لذتوں سے روکا جائے کیونکہ جب سرکش گھوڑے کو دانا گھاس نہ ملے تو وہ تابع ہو جاتا ہے اسی طرح نفس کی سرکشی بھی دور ہوتی ہے۔

(۲) دوم اس پر عبادت کا بہت سا بوجھ دلا دیا جائے جس طرح جانور کو دانا گھاس کم ملے اور اس پر بوجھ ڈال دیا جائے تو وہ نرم ہو جاتا ہے یہی حال نفس کا ہے۔

(۳) سوم ہر وقت خدا تعالیٰ سے مدد چاہیں۔

ذرا غور تو فرمائیں یہ تینوں باتیں روزے میں بدرجہ اتم و اکمل رکھی گئی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی قوت توڑنے کے لیے اور اپنی تمام قوتوں کو اعتدال میں لانے کیلئے ہمیں روزے رکھنے کا حکم ہوا ہے۔

۲۔ ایک فلسفہ یہ بھی ہے کہ مصیبت زدہ انسان ہی کسی دوسرے کی پریشانی و دکھ کا صحیح احساس کر سکتا ہے اور روزے میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ بڑے سے بڑے سرمایہ دار اور دولت مند کو بھی جب ایک بار بھوک و پیاس کا ذائقہ [روزے کی وجہ سے] چکھنے کا موقع ملتا ہے اور جب

اپنے معصوم ننھے بچوں کے روزے کے موقع پر ان کی متغیر حالت دیکھتا ہے تو اس کو غربت زدہ لوگوں کی بھوک کا احساس ہوتا ہے۔ اور یہ جذبہ بھی دل کے کسی گوشے میں ابھرنے لگتا ہے کہ ان مفلوک الحال بھوکے پیاسے لوگوں کی صدقہ و خیرات سے مدد کی جائے۔

۳۔ اصولِ طب کی رو سے روزہ جسمانی صحت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس لیے کہ گیارہ مہینے تک جو خراب اور فاسد رطوبتیں جسم میں جمع ہوئیں ہیں وہ ایک ماہ کے روزے سے سب خشک ہو جاتی ہیں، صحت و توانائی میں نمایاں ترقی ہوتی ہے۔

۴۔ روزے سے اخلاق و روحانیت کی قوتیں پیدا ہوتی ہیں اور دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں۔ بھوک و پیاس کی تکلیف گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور انسان ضبطِ نفس کے اعتبار سے مکمل انسان بن جاتا ہے۔

۵۔ روزے سے مزاج میں عجز و انکساری آجاتی ہے، بھوک کی مصیبت اور تکلیف کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے بنی نوع انسان کی مصیبت اور تکلیف کا اندازہ کر کے امداد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

## ماہ رمضان اور چند غلط فہمیاں

گناہوں سے اجتناب نہ کرنا:

بہت سے لوگ خاص مواقع پر عبادت کا خوب اہتمام کرتے ہیں، مگر گناہوں سے بچنے بچانے کا اہتمام نہیں کرتے، بلکہ آج کل تو مسلمان نے بہت سے کبار کو گناہوں کی فہرست ہی سے نکال دیا ہے۔ مثلاً:

- (۱) مردوں کا داڑھی منڈانا یا یک مشت سے کم کرنا۔
- (۲) عورتوں کا غیر محرم قریبی رشتہ داروں دیور، جیٹھ، چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد، نندوئی، بہنوئی وغیرہ سے اختلاط۔
- (۳) ٹی وی، وی سی آر دیکھنا۔
- (۴) گانا باجا سننا
- (۵) بلا ضرورت تصویر کھینچو، دیکھنا، رکھنا
- (۶) پینک، انشورنس وغیرہ حرام ذرائع آمدن اختیار کرنا اور ایسے لوگوں کے ہاں دعوتیں کھانا اور تحائف قبول کرنا۔
- (۷) مردوں کا شخے ڈھانکنا۔
- (۸) غیبت کرنا، سننا۔

جب تک ان کبار سے بچنے کا اہتمام نہ کیا جائے نفل عبادت خواہ کتنی زیادہ کی جائے، نجات کے لیے کافی نہیں، اگر گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہو اور زیادہ نفل عبادت کرنے کا موقع نہ بھی ملے، فرائض و واجبات پر عمل کر لیا جائے تو انشاء اللہ نجات ہو جائے گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ أَحَبَّ النَّاسِ - یعنی اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ افعال سے بچو، سب سے بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔ قرآن کریم میں ہے: إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ یعنی اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچنے والوں کے اعمال ہی قبول فرماتے ہیں۔

بعض معاصی سے اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس لیے جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس شخص کے لیے تباہی و بربادی کی بددعا فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر آمین کہا، جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا، پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی۔ جو شخص ایسے مبارک لمحات میں بھی گناہوں میں مست ہو وہ تباہی و بربادی ہی کا مستحق ہے۔ اس کی مغفرت کے لیے اس خیر و برکت والے مقدس مہینے سے زیادہ مقدس اور کون سا وقت ہوگا؟

### نفل عبادت کرنے میں غلطیاں:

(۱) بعض لوگ رات کے وقت نفل نماز پڑھنے ہی کو ضروری سمجھتے ہیں اور بعض تو اس سے بڑھ کر بعض مخصوص سورتوں کے ساتھ خاص انداز سے نماز پڑھنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس رات میں کسی خاص قسم کی عبادت کا تعین نہیں۔ نفل نماز پڑھیں، تلاوت کریں، درود شریف پڑھیں، ذکر اللہ کریں، دعا مانگیں یا قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر کے اس کے احسانات، انعامات، عظمت و شان کو سوچ سوچ کر اس کی محبت دلوں میں اتارنے اور بڑھانے کی کوشش کریں۔ یہ سب عبادت میں داخل ہیں۔

(۲) عموماً لوگ نفل پڑھنے کے لیے مساجد میں جانے کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ ہر قسم کی نفل عبادت کا ثواب مسجد کی بجائے گھر میں زیادہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

“اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو اور انہیں قبریں مت بناؤ” [بخاری]

مطلب یہ ہے کہ جیسے قبرستان میں خاموشی ہوتی ہے، اس طرح گھروں کو ویران نہ بناؤ، بلکہ ذکر و عبادت سے انہیں آباد رکھا کرو۔ یا یہ کہ جس طرح قبر میں نماز وغیرہ عبادات نہیں ہوتیں اسی طرح گھروں کو بھی ان نماز وغیرہ عبادات سے خالی مت کرو۔ اس لیے گھر کی خواتین کو بھی عبادت کی ترغیب دے کر عبادت کا ماحول بنانا چاہیے اور مردوں کو نفل

عبادت مسجد کی بجائے گھر میں کرنی چاہئے۔

(۳) بعض جگہوں میں لوگ مساجد میں جمع ہو کر نوافل کی جماعت کرتے ہیں جیسے صلوٰۃ تسبیح وغیرہ۔ نفل کی جماعت بہت بڑی بدعت اور گناہ ہے۔

(۴) بہت سے لوگ طبیعت پر جبر کر کے چائے پی پی کر، لونگ چبا چبا کر ساری رات جاگنے کی تدبیر کرتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض لوگوں کی فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے یا جماعت چھوٹ جاتی ہے یا نماز میں اونگھتے رہتے ہیں۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے کہ نفل کی خاطر فرض یا واجب کو چھوڑ دیا جائے یا اس میں کوتاہی ہو۔ عبادت وہی مقصود و قابل قبول ہے جو رغبت و شوق سے ہو۔ انشراح صدر سے جتنی دیر عبادت کر سکیں کریں، جب تھکاوٹ ہو جائے یا نیند کا غلبہ ہو اور دلجمعی نہ رہے جس سے زبان سے کچھ کا کچھ نکلنے کا اندیشہ ہو تو سو جائیں، خصوصاً فجر کی نماز یا جماعت میں ہر گز کوتاہی نہ کریں۔ اصل چیز یہ ہے کہ دل میں اللہ کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں، محبت پیدا ہو جائے تو ایک نہیں، ہزاروں راتیں عبادت میں گزاری جاسکتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کے لیے کسی عالم باعمل حق پرست، شیخ کامل کی صحبت اختیار کر کے ان سے اصلاحی تعلق قائم کیا جائے۔

## روزے کے اہم مباحث

“صوم” (روزہ):

روزہ کو عربی میں صوم کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں روزہ کہتے ہیں: صبح صادق سے غروب شمس تک ثواب کی نیت سے کھانے پینے اور جماع سے رُکنے کو، ان لوگوں کی طرف سے جو اس کے اہل [مکلف] ہیں۔

### روزے کے اقسام

(۱) وقت کی تعیین اور عدم تعیین کے اعتبار سے روزے کی دو قسمیں ہیں:

(۱) صوم عین (۲) صوم زین

صوم عین:

یہ وہ روزہ ہے جس کے لیے کوئی وقت مقرر نہ ہو۔ پھر یہ دو قسم پر ہے۔

- یا تو اللہ نے اس کے لیے کوئی وقت مقرر کیا ہو جیسے رمضان کے ایام فرض روزوں کے لیے اور یا رمضان کے علاوہ ایام بعض نفل روزوں کے لیے جو شریعت کی طرف سے متعین ہیں جیسے ایام بیض، یوم عاشورہ وغیرہ۔
- یا کسی بندے کی طرف سے وقت متعین کیا گیا ہو جیسے کسی مخصوص دن روزہ رکھنے کی نذر ماننا۔

صوم دین:

یہ وہ روزہ ہے جس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں بلکہ رمضان اور ممنوع ایام [ایام تشریق و یوم الفطر] کو چھوڑ کر باقی کسی بھی دن ان کا رکھنا درست ہوتا ہے جیسے رمضان کی قضا، نذر غیر معین،

صوم کفارات، اور عام صوم نفل وغیرہ۔

(۲) حکم کے اعتبار سے روزوں کی اقسام:

حکم کے اعتبار سے روزوں کی سات اقسام ہیں:

(۱) فرض	(۲) واجب	(۳) مسنون	(۴) مستحب
(۵) نفل	(۶) مکروہ تنزیہی	(۷) مکروہ تحریمی	

فرض:

اس میں رمضان کے روزے چاہے اداء ہو یا قضاء، تمام قسم کے کفارات کے روزے، حج کے دوران شکار اور بعض جنایات کے بدلے لازم ہونے والے روزے بھی فرض ہیں۔

واجب:

جمہور فقہاء کے ہاں نذر کے روزے واجب ہیں۔ اسی طرح نفل روزہ کو شروع کرنے کے بعد فاسد کیے گئے روزے بھی واجب ہیں، اور اگر کسی نے اعتکاف کی نذر مانی تو اس کے ساتھ بھی روزے رکھنا واجب ہیں۔

سنت:

یوم عاشوراء یعنی دس محرم کا روزہ رکھنا بشرط یہ کہ اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا روزہ بھی رکھا جائے۔

مستحب:

ایام بیض یعنی ہر قمری مہینے کے چودھویں، پندرہویں اور سولہویں دن کے روزے، اسی طرح پیر اور جمعرات اور صوم داؤدی یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار کرنا اور عام مشائخ کے ہاں شوال کے چھ روزے۔

## نفل:

مذکورہ بالا کے علاوہ وہ تمام روزے جس کے بارے میں شریعت کی طرف سے کراہت کی کوئی دلیل نہ ہو۔

## مکروہ تزیہی:

ان صورتوں اور ایام میں روزے رکھنا مکروہ تزیہی ہے۔

- (۱) صرف خاص ہفتہ کے دن روزے رکھنا۔ یہود کی مشابہت کی وجہ سے مکروہ ہے۔ اتفاقی صورت مستثنیٰ ہے۔
- (۲) صرف جمعہ کو روزے کے لیے خاص کرنا۔ یا کسی اور دن کو خود پر لازم کرنا۔
- (۳) صوم وصال، یعنی متواتر روزے رکھنا کہ درمیان میں افطار نہ کرے۔
- (۴) تمام عمر روزے رکھنا۔
- (۵) یوم الشک کاروزہ رکھنا مترددنیت کے ساتھ۔
- (۶) صوم الصمت یعنی روزہ کے ساتھ باتوں سے بھی پرہیز کرنا۔
- (۷) عورت کاشوہر کی مرضی کے خلاف نفلی روزہ رکھنا۔
- (۸) ایسے حاجی کے لیے عرفہ اور ترویہ کے دن روزہ رکھنا جس سے اس کے مناسک حج میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہو۔

## مکروہ تحریمی:

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کے روزے اور ایام تشریق یعنی یوم النحر کے بعد کے تین دن کے روزے۔

بعض فقہاء نے اس کو مطلق حرام کہا ہے۔

## نیت سے متعلق مسائل:

نیت بس اس حد تک کافی ہے کہ دل میں اسے معلوم ہو کہ فلاں روزہ مثلاً رمضان کا یا نذر کا رکھ رہا ہوں، بلکہ روزہ کا نذر کر کے بغیر صرف سحری کھالے تو یہ بھی نیت کے قائم مقام ہے۔ البتہ اگر سحری کھاتے ہوئے نیت کر لی کہ صبح روزہ نہیں رکھوں گا اور پھر روزہ رکھ لیا تو یہ سحری کھانا روزہ کی نیت کے قائم مقام نہ ہوگا۔

• اگر رات کو روزہ کی نیت کر لی، پھر نیت بدل گئی اور پختہ ارادہ کر لیا کہ روزہ نہیں رکھنا تو روزہ کی نیت باطل ہوگئی، اب تجدید نیت کے بغیر یونہی بھوکا پیاسا سارا دن گزار دیا تو روزہ نہیں ہوا۔

• روزہ رکھنے کے بعد دل میں توڑنے کی نیت کر لی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ کوئی بات روزہ کو توڑنے والی صادر نہ ہو۔

• اگر رات کو روزہ کی نیت کر کے سو گیا پھر صبح ہونے سے پہلے اٹھ کر کچھ کھاپی لیا تب بھی نیت میں کوئی خلل نہ آئے گا اور روزہ صحیح ہو جائے گا۔

[ خلاصۃ الفتاویٰ: ۱/ ۲۵۱، عالمگیریہ: ۱/ ۱۵۵ ]

• ماہ رمضان میں ہر روزہ کی الگ الگ نیت کرنا ضروری ہے اگر شروع رمضان میں ہی نیت کر لی کہ پورے مہینے کے روزے رکھوں گا تو یہ نیت صرف پہلے روزے کی حد تک معتبر ہے۔ آنے والے کل کی روزے کی نیت کا وقت غروب آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اس سے پہلے کے وقت کی نیت کا اعتبار نہیں۔

• اگر کوئی شخص رمضان، نذر معین یا نفل روزہ رکھنا چاہتا ہے تو افضل یہ ہے کہ رات ہی سے ہر ایک کی تعیین کر کے نیت کر لے، لیکن اگر رات سے نیت نہ کی تو نصف النہار [دوپہر] سے پہلے پہلے بھی نیت کر سکتا ہے، بشرطیکہ ابھی کچھ کھایا پیانا ہو۔ روزہ رکھنے والا خواہ مسافر

ہو یا مقیم، تندرست ہو یا بیمار، لیکن دن میں نیت کرنے والا یہ نیت کر لے کہ شروع دن [صبح صادق] سے میرا روزہ ہے، اس کی بجائے اگر یوں نیت کی کہ اس وقت سے میرا روزہ ہے تو روزہ نہ ہوگا۔

- اگر کسی نے رمضان، نذر معین یا نفل روزہ میں تعیین کے بغیر مطلق روزہ، یا نفل روزہ کی نیت کی تو بھی جائز ہے۔ یعنی رمضان ہونے کی صورت میں رمضان ہی کا روزہ شمار ہوگا اور نذر معین ہونے کی صورت میں نذر ہی کا روزہ شمار ہوگا۔
- اگر رمضان میں کسی پر بے ہوشی طاری ہوگئی یا جنون لاحق ہوا پھر نصف النہار سے پہلے پہلے ہوش میں آکر روزہ کی نیت کر لی تو روزہ درست ہے۔
- یہ حکم ان تینوں قسم کے روزوں کی ادا کا تھا، ان تین قسم کی قضا اور روزہ کی بقیہ تمام اقسام [کفارات یعنی قسم کا کفارہ، روزہ کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، قتل کا کفارہ اور نذر مطلق] میں ہر روزہ کی متعین طور پر رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے روزہ کی نیت صبح صادق کے بعد کی یا مطلق روزہ کی نیت کی یا نفل روزہ کی نیت کی تو وہ نفل روزہ ہوگا جسے پورا کرنا مستحب ہے اور توڑنے پر قضا نہیں۔

[عالمگیریہ: ۱/ ۱۹۵، طحاوی علیٰ مراتب الفلاح: ۳۲۵]

### نصف النہار کا مطلب:

صبح صادق سے غروب آفتاب تک کل وقت کے نصف کو نصف النہار شرعی کہا جاتا ہے، مثلاً صبح صادق چھ بجے ہو اور غروب چھ بجے ہو تو نصف النہار بارہ بجے ہوگا، اس سے پہلے پہلے نیت کی جاسکتی ہے۔ اس وقت کی مقدار ہر موسم میں اور ہر مقام میں مختلف ہوتی ہے، ضابطہ مذکورہ کے مطابق عمل کیا جائے۔

## روزہ کی سنتیں

روزہ کی دو سنتیں ہیں: (۱) سحری کھانا (۲) افطاری کرنا

سحری کھانا:

سحری کھانا سنت ہے، اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو تین چھوڑے ہی کھالے یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالے، کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لے۔

سحری میں آنکھ نہ کھلی:

اگر رات کو سحری کھانے کے لیے آنکھ نہ کھلی، سب کے سب سوئے رہے تو بغیر سحری کھائے صبح کو روزہ رکھنا ضروری ہے، سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات ہے اور بڑا گناہ ہے۔

مشتبہ وقت میں سحری کھانا:

اگر اتنی دیر ہو گئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھانی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا۔ پھر اگر معلوم ہو گیا کہ اس وقت صبح ہو گئی تھی تو اس روزہ کی قضا رکھے اور اگر کچھ معلوم نہ ہو، شبہ، شبہ ہی رہ جائے تو قضا رکھنا واجب نہیں، لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لے۔

افطاری کرنا:

سحری کی طرح افطاری کرنا بھی روزے کی سنتوں میں سے ہے۔

روزہ کس چیز سے افطار کیا جائے:

چھوڑے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھول لے، وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے، بعض لوگ نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں، یہ خیال غلط ہے۔

## مفسدات روزہ

قاعدہ:

کھانا پینا یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹتا ہے چاہے صورتاً ہو یا معنی۔ بشرطیکہ روزہ یاد ہو۔ پھر چاہے قصد ہو یا خطاء، غدر سے ہو یا بلا عذر، اپنی مرضی سے ہو یا جبر و اکراہ سے، چاہے نیند کی حالت میں ہو یا بیداری، چاہے ہوش میں ہو یا نشہ اور جنون کی حالت میں۔

(۱) روزہ یاد تھا خطاً کوئی چیز کھاپی لی یا زبردستی کھلا دی گئی:

روزہ یاد تھا مگر کلی کرتے ہوئے یا ناک میں پانی چڑھاتے ہوئے کچھ پانی حلق سے اتر گیا یا نیند میں کسی نے پانی منہ میں ڈال دیا اور پی گیا یا کھانے پینے اور جماع پر مجبور ہو گیا تو روزہ توڑ جاتا ہے یعنی روزہ توڑنے کی صورت میں جان سے مار دینے یا کسی عضو کے تلف کر دینے یا کسی بڑے صدمے سے دوچار کرنے کی دھمکی دی گئی اور اس نے روزہ توڑ دیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح بھول کر کھاپی لیا اور اس نے یہ گمان کر کے کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھاپی لیا یا جماع کر لیا تو اس صورت میں بھی روزہ ٹوٹ گیا جس کی قضا میں صرف اور روزہ رکھنا فرض ہے۔

(۲) قے کی صرف دو صورتیں مفسد صوم ہیں:

قے کی بہت ساری صورتیں ہیں۔ ان میں سے صرف دو صورتوں میں روزہ ٹوٹتا ہے۔ ایک یہ کہ قصداً منہ بھر کے قے کی خواہ باہر پھینک دے یا منہ میں لوٹالے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بے اختیار منہ بھر کے قے آئی اور اس نے قصداً منہ میں لوٹالی اگر چہ چنے کے برابر ہی لوٹائی ہو، ان دونوں صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے، صرف قضا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ قے کرتے وقت روزہ یاد ہو۔ پھر چاہے قے میں کھانا یا پانی یا صغیراً یا خون آئے۔ ان دو صورتوں کے سوا قے کی جتنی صورتیں ہیں کسی میں روزہ نہیں ٹوٹتا، مثلاً قصداً قے کی اور منہ بھر

کرنے آئی یا بے اختیار آئی مگر منہ بھر سے کم تھی یا منہ بھر تھی مگر لوٹائی نہیں۔ خواہ وہ باہر نکل آئی یا بے اختیار لوٹ گئی یا لوٹائی مگر چنے کی مقدار سے بھی کم تھی یا قصداً منہ بھر قے کی یا بلا قصد منہ بھر آئی اور لوٹائی لیکن روزہ دار ہونا یاد نہ تھا تو ان تمام صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا۔

[قاضی خان علی ہاشم الہندیہ: ۱/ ۲۱۱ ردالمحتار: ۲]

اگر ایک مجلس میں قصداً بار بار قے کی جس کا مجموعہ منہ بھر کی مقدار کو پہنچ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر مجموعی مقدار اس سے کم ہو یا کئی مجالس میں اتنی قے کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

[فتح القدیر: ۲۶۰ وغیرہ]

(۳) جن صورتوں میں روزہ ٹوٹنے کے باوجود غروب تک کچھ کھانا پینا درست نہیں:

کسی نے رات کے گمان میں سحری کھائی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا غروب کے گمان میں افطار کر لیا حالانکہ دن ابھی باقی تھا یا مسافروں میں سفر سے لوٹ آیا یا عورت دن میں حیض و نفاس سے پاک ہو گئی یا مجنون کو دن میں افاقہ ہو گیا یا کسی کا روزہ ٹوٹ گیا خواہ جبراً توڑا گیا یا غلطی سے پانی وغیرہ حلق میں اتر گیا یا کافروں میں مسلمان ہو گیا یا نابالغ بالغ ہو گیا تو ان تمام صورتوں میں دن کا بقیہ حصہ بغیر کھائے پئے روزہ داروں کی طرح گزارنا واجب ہے اور آخر کے دو شخصوں [نو مسلم، نو بالغ] کے سوا بقیہ تمام لوگوں پر اس روزہ کی قضا بھی واجب ہے۔

اگر بچے نے بلوغ کے بعد نصف النہار سے پہلے روزہ کی نیت کر لی، جبکہ ابھی تک کچھ کھایا پینا ہو تو اس کا نفل روزہ ہو جائے گا، عورت صبح صادق کے بعد پاک ہو کر روزہ کی نیت کر لے یا کافر مسلمان ہونے کے بعد نیت کر لے تو اس کا روزہ نہ ہو گا نہ فرض نہ نفل۔

[المحرر الرائق: ۲/ ۲۸۸، ردالمحتار: ۴/ ۳۸۴، طبع دار العرفۃ]

## مکروہاتِ روزہ

### (۱) بلا عذر کوئی چیز چکھنا یا چبانا:

بلا عذر زبان سے کوئی چیز چکھنا یا منہ میں رکھ کر چبانا روزہ دار کے لئے مکروہ ہے۔ اگر عذر سے چکھے مثلاً کسی عورت کا خاوند بد مزاج ہے اور عورت کو ڈر ہے کہ اگر سالن میں نمک کم و بیش ہو گیا تو خاوند بگڑ جائے گا، تو زبان سے چکھنے میں کراہت نہیں۔

اسی طرح عورت کا چھوٹے بچے کو بلا عذر کوئی چیز چبا کر کھلانا بھی مکروہ ہے، لیکن اگر عذر ہو مثلاً بچے کے لیے دوسری نرم غذا موجود نہ ہو، نہ ہی بغیر روزہ کے کوئی دوسرا آدمی موجود ہو جو بچے کو غذا چبا کر دے تو ایسی صورت میں کراہت نہیں۔

اسی طرح روزہ دار اگر کھانے کی چیز خریدتے وقت زبان سے چکھ لے تو کراہت نہیں بشرطیکہ اس چیز کی اسے سخت احتیاج ہو اور بغیر چکھے خریدنے میں نقصان کا اندیشہ ہو۔ ان تمام صورتوں میں کراہت کا حکم فرض و واجب روزہ سے متعلق تھا، نقلی روزہ ہو تو کراہت نہیں۔

[عالمگیریہ: ۱ / ۱۹۹، رد المحتار: ۲ / ۴۱۶]

### (۲) قصد آتھوک جمع کر کے نگلنا:

منہ میں قصد آتھوک جمع کر کے نگل جانا مکروہ ہے لیکن بلا قصد جمع ہو جائے تو نگلنا مکروہ نہیں۔

[مراتی الفلاح مع الطحاوی: ۳۷۲]

### (۳) منجن یا پیسٹ:

کونکے، منجن اور ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنا اور عورتوں کا مسی یا دنداسہ لگانا مکروہ ہے۔ اگر ان کا کوئی جزء حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

[امداد الفتاویٰ: ۲ / ۱۴۱ و احسن الفتاویٰ: ۴ / ۱۳۹]

## (۴) بلا ضرورت دانت نکلوانا:

یوں ہی روزہ میں ڈاکٹر سے دانت یا ڈاڑھ نکلوانا اور اس جگہ دو الگانا بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ ہے۔ اگر دو ایسا خون حلق کے اندر جائے اور تھوک پر غالب ہو جائے یا اس کے برابر ہو یا اس کا مزہ محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ [ردالمحتار: ۳/ ۳۹۶]

## (۵) غیبت وغیرہ:

غیبت، چغلی، جھوٹ، بہتان تراشی، بیہودہ گوئی، گالی گلوچ، ایذا رسانی اور گناہ کے تمام کام، یوں تو ہر وقت ہر حال میں حرام و ناجائز ہیں مگر روزہ دار آدمی کے لئے ان کی حرمت و شاعت دو چند ہو جاتی ہے اور ان کے سبب روزہ توڑتا تو نہیں البتہ سخت مکروہ ہو جاتا ہے، بلکہ حدیث کے مطابق ان گناہوں کی نحوست سے روزہ کا اجر و ثواب ہی غارت ہو جاتا ہے۔

## جن وجوہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

## (۱) بیماری بڑھ جانا یا جان کا خوف:

مسئلہ: اگر ایک شخص ایسا بیمار ہے کہ روزہ رکھنے سے اُسے نقصان ہوتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ روزہ رکھے گا تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں طبیعت سنبھلے گی یا جان جانے کا اندیشہ پیدا ہو جائے تو روزہ نہ رکھے۔ جب تندرست ہو جائے تو اس کی قضا رکھ لے۔ لیکن فقط اپنے دل سے ایسا حرف خیال کر لینے سے روزہ چھوڑنا درست نہیں، بلکہ جب کوئی مسلمان دیندار حکیم، ڈاکٹر کہہ دے کہ روزہ اس وقت رکھنا بہتر نہیں تم کو نقصان دے گا تب روزہ چھوڑنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔

مسئلہ: اگر حکیم نے تو کچھ نہیں کہا لیکن خود اپنا تجربہ ہے اور کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جن

کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان دے گا تب بھی روزہ نہ رکھے۔ اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں۔

اگر دیندار حکیم کے بتائے بغیر اور تجربہ کیے بغیر اپنے خیال و گمان ہی سے رمضان کا روزہ توڑے گا تو کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر صبح سے روزہ ہی نہ رکھے ہوئے ہو تو گنہگار ہوگا، قضا واجب ہوگی، کفارہ نہیں۔

مسئلہ: اگر بیماری سے درست ہو گیا لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار ہو جائے گا تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

## (۲) سفر میں روزہ:

مسئلہ: اگر کوئی مسافر سفر میں ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر بعد میں اس کی قضا کھ لے۔

مسئلہ: مسافر کو روزے سے اگر کوئی تکلیف نہ ہو جیسے ریل میں سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام تک گھر پہنچ جاؤں گا یا اس کے پاس سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو اسی حالت میں ایسے وقت سفر میں روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے بلکہ بعد میں قضا کھ لے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ البتہ رمضان شریف کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گا اور اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت میں روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ: اگر بیماری سے تندرست نہیں ہوا، اسی میں مر گیا یا ابھی گھر نہیں پہنچا، سفر ہی میں مر گیا تو جتنے روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوڑے ہیں اور قضا کا موقع نہیں ملا تو آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہو گا کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت ابھی اس کو نہیں ملی تھی۔

مسئلہ: اگر راستے میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گیا تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں

کیونکہ اب وہ مسافر نہیں رہا۔ اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہو جائے گا۔

(۳) حاملہ اور دودھ پلانے والی کو کب رخصت ہے؟

حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنی جان یا بچے کی جان کا کسی قسم کا کوئی ڈر ہو تو وہ روزہ نہ رکھے پھر بعد میں قضاء رکھ لے۔ لیکن اگر اس کا شوہر اتنا مالدار ہے کہ کوئی دایہ رکھ کے دودھ پلوا سکتا ہے تو پھر دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کو روزہ چھوڑ دینا درست نہیں۔ البتہ اگر وہ ایسا لڑکا ہو کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہ پیتا ہو تو ایسے وقت میں ماں کو روزہ نہ رکھنا درست ہو جائے گا۔

ان چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱) بھول کر کھاپی لینا:

بھول کر کھانے پینے یا جماع کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، خواہ فرض و واجب روزہ ہو یا نفل، مگر کسی کو یاد دلا یا گیا کہ تم روزہ دار ہو، پھر بھی اسے یاد نہ آیا اور کھاتا پیتا رہا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس صورت میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ کسی کو کھاتے پیتے دیکھ کر روزہ یاد دلانا ضروری ہے یا نہیں؟ تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ روزہ دار اس قدر کمزور اور لاغر ہے کہ یاد دلانے پر کھانا تو چھوڑ دے گا مگر کمزوری بڑھ جائے گی اور روزہ پورا کرنا بھی اُس کے لیے دشوار ہو گا تو یاد نہ دلانا بہتر ہے اور قوی ہو تو یاد دلانا واجب ہے۔

[فتح القدير: ۲ / ۲۵۴، رد المحتار: ۲ / ۴۹]

(۲) خوشبو اور دھواں:

کسی قسم کی خوشبو خواہ وہ کتنی ہی تیز ہو سو گھننے سے روزہ نہیں جاتا۔ اسی طرح گرد و غبار مکھی یا کسی قسم کا دھواں بے اختیار حلق میں اتر جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا گو کہ روزہ یاد ہو۔ ہاں! اگر اپنے قصد و اختیار سے دھواں پہنچایا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً از خود جلتی سگریٹ، لوبان، اگر بتی وغیرہ کے قریب اگر ان کا دھواں لیتا رہا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ [رد المحتار: ۲/ ۳۹۵]

### (۳) سرمہ اور تیل وغیرہ:

روزہ میں سرمہ (یا آنکھ کی کوئی دوا) ڈالنا اور داڑھی مونچھوں پر تیل لگانا بھی بلا کراہت جائز ہے۔ اگرچہ ان چیزوں کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دے، جبکہ یہ چیزیں ضرورت کے تحت استعمال کی جائیں اور مقصد زینت و زیبائش نہ ہو، ورنہ ان کا استعمال مکروہ ہو گا۔ اسی طرح پچھنے لگوانے [حجامہ] میں بھی کراہت نہیں بشرطیکہ کمزوری لاحق ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

### (۴) مسواک:

مسواک جیسے بغیر روزہ کے ہر وضو میں سنت ہے یونہی روزہ میں بھی سنت ہے۔ خواہ صبح استعمال کیا جائے یا شام کو، خواہ تر ہو یا خشک۔ مسواک کرتے ہوئے اس کا کوئی ریشہ بے اختیار حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہ ٹوٹے گا۔ [احسن الفتاویٰ: ۴/ ۴۴۵]

### (۵) کلی وغیرہ:

اسی طرح وضو کی ضرورت کے بغیر ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، غسل کرنا، گیلا کپڑا بدن پر لپیٹنا بلا کراہت جائز ہے جبکہ مقصد صرف ٹھنڈک حاصل کرنا ہو، بے صبری اور پریشانی ظاہر کرنے کے لیے یہ کام مکروہ ہیں۔ [مراقی الفلاح مع الطحاوی: ۳۷۲]

### (۶) انجکشن:

انجکشن لگوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اس لئے کہ انجکشن کے ذریعہ دوا جو عروق میں پہنچائی جاتی ہے اور خون کے ساتھ شیر یا نوی یا وریڈوں میں اس کا سر بیان ہوتا ہے، جو دماغ یا جو فِ بطن میں دوا نہیں پہنچتی اگر پہنچتی بھی ہے تو وریڈوں اور مسامات کے ذریعہ پہنچتی ہے اور فساد صوم کے لئے مفطر کا جو ف دماغ یا جو ف بطن میں بذریعہ منفذ اصلی پہنچنا ضروری ہے، مطلقاً کسی عضو کے جو ف میں عروق [شرابین اور وریڈوں] کے ذریعے پہنچنا مفسد صوم نہیں لہذا انجکشن کے ذریعے سے جو دوا بدن میں پہنچائی جاتی ہے مفسد صوم نہیں۔

[امداد الفتاویٰ: ۲ / ۱۳۵، امداد المفتین: ۳۸۹]

یا اگر کسی انجکشن کے ذریعے دوا سیدھا معدہ میں پہنچا دیا جاتا ہو جیسے کتا کٹنے پر دیا جاتا ہے۔ تو اس سے روزہ ٹوٹتا ہے۔ کیونکہ فقہاء نے ان زخموں میں دوا ڈالنے کو مفسد صوم قرار نہیں دیا ہے جو جو ف معدہ یا جو ف دماغ تک براہ راست نہ پہنچے۔

[فتاویٰ عثمانیہ: ۳ / ۱۸۰]

معدے تک کوئی چیز پہنچا کر پھر نکالنا:

آج کل بعض میڈیکل ٹیسٹ میں آلات معدے تک پہنچائے جاتے ہیں اور پھر نکال لیے جاتے ہیں ایسے آلات اگر تمام کے تمام معدہ تک پہنچ جاتے ہو اور وہاں کچھ وقت کے لیے موجود ہوں تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر ان کا بعض حصہ معدے تک پہنچے جائے اور بقیہ حصہ باہر رہے یا داخل کرنے کے بعد فوراً نکال لیے جاتے ہو اور ان پر پانی یا دوائی وغیرہ کے قطرات نہ ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

[حوالہ بالا]

جن وجوہ سے روزہ توڑ دینا جائز ہے

## بیماری بڑھ جانے یا جانے کا خوف:

اچانک ایسا بیمار پڑ گیا کہ اگر روزہ نہ توڑے گا تو جان چلی جائے گی یا بیماری بہت بڑھ جائے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے، جیسے اچانک پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ برداشت سے باہر ہو گیا یا سانپ نے کاٹ کھایا تو دوا پنی لینا اور روزہ توڑ دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر ایسی پیاس لگے کہ ہلاکت کا ڈر ہو تو بھی روزہ توڑ دینا درست ہے۔

**مسئلہ:** حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آگئی جس سے اپنی جان کا یا بچے کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے۔

**مسئلہ:** کوئی سخت کام کرنے کی وجہ سے بے حد پیاس لگ گئی اور اتنی بے تابی ہو گئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے، لیکن خود اگر اس نے قصداً اتنا کام کیا جس سے یہ حالت ہو گئی تو روزہ توڑ ڈالنے سے گنہگار ہوگا۔

## روزہ ٹوٹ گیا تو کیا کرے:

جب روزہ ٹوٹ جائے تو اس میں قضا تو بہر صورت واجب ہوگی تاہم بعض صورتوں میں قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا۔ اگر آدمی قضا پر بھی قادر نہ ہو تو اس کے لیے فدیہ لازم ہے۔

## کفارہ صوم:

درجہ ذیل صورتوں میں قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے:

- قضا، بلا عذر، اپنی مرضی سے کوئی شخص رمضان کے روزے میں کوئی ایسی چیز کھائے یا پیئے جس سے جسم کو غذائیت یا علاج ملتا ہو تو اس پر قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہے۔
- ایسی شرائط کے ساتھ عورت کے ساتھ کامل صورت میں جماع کرنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔
- اس کے لیے ضروری ہے کہ کوئی شرعی عذر نہ ہو، قصداً ارادۃً ہو، خطا نہ ہو، طلوع فجر سے پہلے روزہ کی نیت کی ہو، روزہ رمضان کا ہو، کفارہ واجب ہونے کے بعد اسی دن کوئی بیماری

- لاحق نہ ہو جس سے روزہ نہ رکھنا جائز ہو۔ اپنی مرضی سے ہو کسی کے اکراہ سے نہ ہو۔
- اگر کسی نے ایک ہی رمضان یا مختلف رمضانوں کے متعدد روزے قصد توڑ لیے ہوں اور ابھی تک کسی ایک کا کفارہ بھی ادا نہ کیا ہو تو ان تمام روزوں کے بدلے ایک ہی کفارہ ادا کرنا کافی ہے۔
  - اگر کوئی شخص جان بوجھ کر روزہ توڑے اور اس پر کفارہ لازم ہو اور وہ ابھی صحت مند ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے اس کا کفارہ ادا نہیں ہوگا بلکہ اس کو ساٹھ دن لگاتار روزے رکھنے ہوں گے۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے سے تو اس شخص کا کفارہ ادا ہوتا ہے، جو بہت بوڑھا ہو، روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور موت سے پہلے اس کی طاقت واپس آنے کی امید بھی نہ ہو، یا ایسا بیمار ہو کہ نہ فی الحال روزہ رکھنے پر قادر ہو اور نہ آئندہ کیلئے اس کی صحت کی امید ہو۔ قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے شروع کرنے کی صورت میں دو ماہ اور اگر پہلی تاریخ کے بعد شروع کریں تو دو مہینوں والا حساب ختم ہو جاتا ہے پھر قضا کل ساٹھ دن روزے رکھنے ہوں گے اور ساتھ ایک دن قضا روزہ بھی رکھنا پڑے گا۔

### جن صورتوں میں کفارہ واجب نہیں:

- خطا سے کوئی چیز کھائی یا پانی پیا۔
- قصداً کوئی ایسی چیز کھانا جس سے جسم کو کوئی غذائیت حاصل نہ ہوئی ہو مثلاً لکڑی، پتھر، نمک کا پتھر، روٹی وغیرہ۔
- اگر بھول کر کوئی چیز کھائے اور پھر یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور قصد کھانا کھائے تو بھی کفارہ لازم نہیں۔
- سریا پیٹ کے زخم میں دوائی ڈالی جائے اور وہ براہ راست معدہ یا دماغ تک پہنچے تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔
- رمضان کے علاوہ روزے کو توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، چاہے وہ فرض ہوں واجب

صرف قضا واجب۔

## سفر کی وجہ سے رمضان اکتیس یا اٹھائیس دن کا ہو گیا

سوال: مکہ مکرمہ میں پاکستان سے ایک دوروز قبل چاند دکھائی دیتا ہے اگر کوئی شخص رمضان میں مکہ مکرمہ سے پاکستان آیا اور پاکستان میں اکتیس کی شام کو چاند نظر نہ آیا تو یہ شخص کیا کرے گا؟ اگر روزہ رکھتا ہے تو اس کے اکتیس روزے ہو جائیں گے، اسی طرح کوئی پاکستان سے مکہ مکرمہ جائے تو اس کے اٹھائیس ہی روزے ہوں گے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اہل پاکستان نے اس شخص کی رویت ہلال سے متعلق خبر کتب فقہ میں مذکورہ شرائط کے مطابق قبول کر لی تو اہل پاکستان اس کے قول کے مطابق عید منائیں گے اور ایک روزہ قضا رکھیں گے اور اس آنے والے کے روزے پورے ہو جائیں گے اور اگر اس کی خبر قبول نہ کی گئی جیسا کہ عموماً ہوتا ہے تو یہ شخص اکتیسواں روزہ بھی رکھے گا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ عید کرے گا، مکہ مکرمہ جانے کی صورت میں اہل مکہ کے ساتھ عید کرے اور ایک روزہ قضا رکھے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

## روزہ رکھ کر دوسرے ملک چلا گیا

سوال: ایک شخص نے پاکستان میں روزہ رکھا، پھر دوسرے ملک چلا گیا تو اب وہ پاکستان کے وقت کے مطابق افطار کریگا یا اس ملک کے وقت کے مطابق جہاں وہ گیا؟

جواب: جہاں گیا ہے اس ملک کے وقت کے مطابق افطار کرے گا۔

پہلی کے چاند کا چھوٹا بڑا ہونا

سوال: بسا اوقات رویت ہلال کمیٹی کے اعلان کے مطابق پہلی کا چاند نسبتاً بڑا نظر آتا ہے، جس سے لوگ شبہ میں پڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شاید یہ دو تارن کا چاند ہے، اس بارے میں شریعت کی تعلیم کیا ہے؟

جواب: چاند کے چھوٹا بڑا ہونے کا شریعت میں اعتبار نہیں بلکہ ہلال کمیٹی کے قواعد شرعیہ کے مطابق کئے ہوئے اعلان کا اعتبار ہے۔ حدیث میں آتا ہے ابو الجحری کہتے ہیں کہ ہم لوگ عمرے کے سفر پر نکلے، جب بطن نخلہ میں پہنچے تو ہم نے [رمضان کا] چاند دیکھا، بعض ساتھی کہنے لگے یہ دو راتوں کا چاند ہے، بعض نے کہا یہ تو تین راتوں کا ہے۔ جب ہم حضرت ابن عباسؓ سے جا کر ملے تو ان سے یہ قصہ عرض کیا۔ انہوں نے پوچھا، ”کس رات تم نے دیکھا تھا؟“ ہم نے کہا فلاں رات کو، تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا۔ ”یہ اسی رات کا ہے، جس میں تم نے اس کو دیکھا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کا وقت چاند دیکھنا مقرر فرمایا ہے۔“ [رواہ مسلم، مشکوٰۃ المرقاة: ۴/۴۷۴]

اس حدیث کے ذیل میں ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ پہلی کے چاند موٹے اور بڑے دکھائی دیں گے۔

[مرقاۃ: ۴/۴۷۴]

اسی وجہ سے فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے پہلی کے چاند کا حجم بڑا دیکھ کر اس طرح کے شبہات کا تذکرہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ [رد المحتار: ۳/۳۵۴]

**نکسیر کا خون اندر جانا مفسد ہے۔**

سوال: نکسیر کا خون حلق سے پیٹ میں چلا گیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

جواب: روزہ ٹوٹ جائے گا، صرف قضا واجب ہے، کفارہ نہیں۔

**رمضان میں ایام روکنے والی دوا کا استعمال**

سوال: اگر کوئی عورت قضا سے بچنے کی یہ تدبیر کرتی ہے کہ ایام حیض روکنے والی دوائیں استعمال کرتی ہے تو یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟ اس سے روزہ پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا؟

جواب: جب تک ایام نہ آئیں، روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، روزہ صحیح ہو جائے گا۔ البتہ ایسی دواؤں کا استعمال اس شرط سے جائز ہے کہ کسی ناپاک چیز سے بنی ہوئی نہ ہوں اور صحت کے لئے مضر نہ ہوں۔

### اذان کے اختتام تک کھاتے رہنا

سوال: ایک آدمی دیر سے اٹھا، جب سحری کا ٹائم ۵ یا ۱۰ منٹ رہ گیا تو اس نے کھانا شروع کیا اور وہ اذان کے مکمل ہونے تک سحری کھاتا رہا تو کیا اس کا روزہ ہو گیا یا نہیں، نیز سحری کا صحیح وقت کہاں سے کہاں تک ہوتا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

جواب: اصل طریقہ یہ ہے کہ اپنی گھڑیاں معیاری وقت پر رکھی جائیں اور کسی مستند اور ماہر کے بنائے ہوئے اوقات کے نقشے میں دیئے گئے وقت سے پانچ منٹ پہلے سحری بند کر دی جائے۔ مساجد، ٹی وی، ریڈیو وغیرہ کی اذانوں پر انحصار نہ کیا جائے، کیونکہ بسا اوقات وقت سے پہلے یا بعد میں بھی اذانیں دی جاتی ہیں۔ لہذا صورت مسئولہ میں اگر نقشے کے وقت سے پہلے سحری بند کر لی تھی تو روزہ ہو گیا، لیکن اگر یقینی طور پر معلوم نہ ہو سکے تو احتیاطاً قضا کر لیں۔ سحری صبح صادق کے قریب رات کے آخری حصے میں کھانا مستحب ہے [مراتی الفلاح] اگر بہت سویرے کھائی جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

روزہ اور کوتاہیاں

دوسری عبادات کی طرح روزہ کے معاملہ میں بھی مسلمانوں میں بہت سی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔ یہاں روزہ کے مکروہات یا مفسدات کی تفصیل پیش کرنا مد نظر نہیں، بلکہ بعض ایسی کوتاہیوں کی نشان دہی مقصود ہے جن کی طرف عام روزہ داروں کی توجہ کم جاتی ہے۔

### (۱) بلا عذر روزہ نہ رکھنا:

معذور و مجبور آدمی کے لئے روزہ نہ رکھنا اور رکھنے کے بعد بعض حالات میں توڑنا جائز ہے، مگر شرعاً کون لوگ معذور کی فہرست میں آتے ہیں؟ اس کا فیصلہ کرنا ہر شخص کا کام نہیں۔ بعض جی چور اور کاہل لوگ کبھی کبھی روزہ رکھتے ہی نہیں اور از خود فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہم سے روزہ نہ رکھا جائے گا، حالانکہ رکھ کر دیکھ لیں تو آسانی سے رکھ سکیں، بے ہمتی اور کم حوصلگی کا نام مجبوری رکھ لیا۔ بعض لوگوں کو عذر ہوتا ہے مگر وہ اختیاری اور خود ساختہ قسم کا ہوتا ہے، مثلاً شرعی سفر کے دوران روزہ رکھنے کی رخصت ہے مگر اسے سفر کی ضرورت درپیش نہیں، یونہی گھر سے نکل پڑا۔ غرض کسی مفتی سے پوچھے بغیر عذر کا فیصلہ جائز نہیں۔

### (۲) غیر معذور کا فدیہ دینا:

بعض بے باک قسم کے لوگ اس گھمنڈ میں روزہ ضائع کرتے رہتے ہیں کہ ہم فدیہ دے دیں گے۔ حالانکہ زندگی میں فدیہ ادا کرنا صرف ایسے شخص کے لئے جائز ہے جو روزہ رکھنے سے بالکل معذور اور آسندہ کے لئے بھی مایوس ہو، اگر مرنے سے پہلے کسی وقت بھی روزہ رکھنے کی قوت آگئی تو یہ فدیہ معتبر نہ رہے گا۔

### (۳) قریب البلوغ صحت مند بچوں کو روزہ سے روکنا:

بعض دیندار لوگ بھی بچوں سے روزہ نہیں رکھواتے، حالانکہ ان بچوں کی عمر اور قوت و صحت ایسی ہوتی ہے کہ وہ باسانی روزہ رکھ سکتے ہیں، بلوغ سے پہلے اگرچہ بچوں پر روزہ واجب نہیں، مگر ان کے سر پرستوں پر لازم ہے کہ جب قریب البلوغ ہوں اور روزہ کا تحمل کر سکیں تو ان سے روزہ رکھوائیں، بچہ جب عبادت کا خوگر ہوگا تو بلوغ کے بعد اعمال کی پابندی میں اسے کوئی دشواری نہ ہوگی۔

### (۴) معذور کارِ رخصت پر عمل نہ کرنا:

بعض لوگ افراط اور غلو کا شکار ہو کر شریعت کی دی ہوئی رخصت سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ مثلاً پر مشقت سفر یا تکلیف دہ بیماری میں بھی روزہ نہیں چھوڑتے۔ بعض حاملہ یا دودھ پلانے والی عورتیں اپنی جان اور بچے کو ضرر پہنچا کر بھی روزہ رکھتی ہیں اور بعض غلط اندیش کمسن معصوم بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں حالانکہ انہیں روزہ کا تحمل نہیں ہوتا، یہ سب باتیں علماء و صلحاء کی صحبت سے دور رہنے اور مقصد شریعت نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔

### (۵) سحری میں عجلت یا تاخیر:

سحری بعض لوگ بہت جلد آدمی رات کو کھا کر فارغ ہو جاتے ہیں، ایسی تعجیل بھی گوجائز ہے مگر سحری کی اصل حکمت [کہ روزہ میں ضعف لاحق نہ ہو اور قوت برقرار رہے] کے خلاف ہے اور بعض جگہ عوام یہ غلط اعتقاد بھی رکھتے ہیں کہ جب ایک بار سحری کھا کر نیت کر لی یا سو گئے تو اب کوئی چیز کھانا پینا جائز نہیں اگرچہ رات باقی ہو، اس غلط اعتقاد سے توبہ کرنا واجب ہے۔ بعض اس کے برعکس سحری اتنی تاخیر سے کرتے ہیں کہ روزہ ہی مشتبہ ہو جاتا ہے، ان کی نظر نقشوں اور گھڑیوں پر لگی رہتی ہے حالانکہ دونوں میں غلطی کا امکان ہے۔ پس احتیاط اسی میں ہے کہ نقشوں اور گھڑیوں کے وقت سے بھی کچھ دیر پہلے آدمی فارغ ہو جائے اور کچھ حضرات یہ سوچ کر کہ لوگ سحری چھوڑ دیں فجر کی اذان وقت سے کچھ پہلے دیتے ہیں، اس میں بھی بہت سے قباحتیں ہیں اس

لئے اذان اپنے وقت پر ضروری ہے۔

## (۶) افطار میں عجلت پانا خیر:

افطار میں بعض لوگ بہت عجلت سے کام لیتے ہیں جس سے روزہ مشتبہ ہو جاتا ہے۔ نقوشوں میں تو اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔ پھر سحر و افطار کے نقوشوں میں دیئے گئے اوقات بھی یقینی نہیں ہوتے بلکہ حسابی اعتبار سے تقریبی ہوتے ہیں، بعض نا سمجھ ریڈیو کی اذان [خواہ وہ کسی دوسرے شہر کی ہی ہو] سن کر افطار کر دیتے ہیں، پھر ریڈیو کی اذان اور سائرن وغیرہ عموماً نقوشوں کے مطابق بجائے جاتے ہیں، لہذا ان پر مکمل اعتماد کرنا صحیح نہیں، خصوصاً جبکہ کئی ایسے واقعات ہو بھی چکے ہیں کہ سائرن یا اذان کے وقت آفتاب کو آنکھوں سے دیکھا گیا ہے۔ ۱۳ رمضان ۱۳۹۷ھ کو ریڈیو پاکستان نے چار پانچ منٹ قبل ہی اذان دینا شروع کر دی، جو ابھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ اس کے بعد صحیح وقت پر اذان نشر کی، لاکھوں افراد نے پہلی اذان پر روزہ افطار کر کے اپنا روزہ خراب کیا، اس لیے اپنی گھڑیوں کو معیاری وقت پر رکھیں اور افطار نقشے میں دیئے گئے وقت کے ۳ منٹ بعد کریں، جہاں اتنے گھنٹے صبر کر لیا وہاں دو تین منٹ کا انتظار کیا مشکل ہے؟ اور بعض وہی لوگ وقت ہو جانے کے باوجود افطار میں تاخیر کرتے ہیں، ایسی تاخیر بھی حدیث کی رو سے ممنوع ہے۔ اور کئی لوگ افطار کے بعد کھانے پینے میں اتنی دیر تک مشغول رہتے ہیں کہ مغرب کی جماعت بالکل فوت ہو جاتی ہے یا ایک دو رکعت نکل جاتے ہیں اور مسجد کی جماعت نکل جانے پر کچھ حضرات گھر میں اپنی جماعت کر لیتے ہیں جو اکیلے نماز پڑھنے سے تو بہتر ہے مگر مسجد کی جماعت کا کسی طرح نعم البدل نہیں۔ اس مسئلہ کا آسان حل یہ ہے کہ افطاری گھر کی بجائے مسجد میں کی جائے، لیکن اس میں بھی مسجد کے آداب کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ کھانے کی کوئی چیز مسجد میں گرنے نہ پائے، اس میں شور و غل بلکہ بلا ضرورت گفتگو بھی نہ ہو اور کوئی ایسا کام بھی نہ کیا جائے جس سے مسجد میں آنے والے نمازیوں کو تشویش ہو۔ اگر گھر مسجد کے قریب ہو تو گھر میں بھی مختصر افطاری کے

بعد تکبیرہ اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

## روزہ کے مکروہات:

ان چیزوں سے روزہ ٹوٹتا نہیں البتہ یہ چیزیں مکروہ ہیں:

- بلا عذر کسی چیز کو چھلکانا یا ایسا چمانا کہ کچھ حلق سے نیچھے نہ چلا جائے۔
- استنجا، کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا۔
- منہ میں تھوک جمع کر کے اس کو نگلنا۔
- روزہ کی حالت میں وہ فعل بھی مکروہ ہے جو روزہ دار کو کمزور کر کے روزہ توڑنے پر مجبور کر دے مثلاً خون دینا، بچھنا لگوانا [حجامہ] وغیرہ۔
- اگر مسافر کو یقین ہو کہ وہ غروب شمس سے پہلے مقیم ہو جائے گا تو اس کے لیے افطار کرنا مکروہ ہے۔

## روزہ کی حالت میں غیر مکروہ امور:

- روزہ کی حالت میں ضرورت کے وقت اور بلا ضرورت بہر صورت کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، غسل کرنا، گیلے کپڑے کو چہرے یا بدن پر رکھنا بلا کراہت جائز ہے۔
- مسواک کرنا، چاہے خشک ہو یا تر، دن کے پہلے حصے میں ہو یا آخری حصے میں۔
- تیل و سرمہ لگانا بلا کراہت جائز۔
- مضبوط اور قوی شخص کے بچھنا لگوانا یا خون دینا۔
- جنابت کی حالت میں روزہ شروع کرنے میں یا دن کے وقت احتلام ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

## فدیہ کے مسائل

روزہ پر نہ قدرت نہ آئندہ امید ہو:

جس کو اتنا بڑھا پا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنا بیمار ہے کہ اب نہ اچھے ہونے کی امید ہے نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے، تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صدقہ فطر کے برابر غلہ دے دے یا صبح و شام پیٹ بھر کے اس کو کھلا دے، اس کو فدیہ کہتے ہیں۔ اگر غلہ کے بدلے میں اسی قدر غلہ کی قیمت دے دے تب بھی درست ہے۔ پھر اگر کبھی طاقت آگئی یا بیماری سے اچھا ہو گیا تو سب روزے فضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

میت نے فدیہ کی وصیت کی ہو:

کسی کے ذمہ کئی روزے فضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گیا کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کے مال سے اس کا ولی فدیہ دے دے اور کفن، دفن، قرض ادا کرنے کے بعد جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی سے اگر سارا فدیہ ادا کرنا ممکن ہو تو دینا واجب ہو گا اور اگر سارا فدیہ تہائی مال سے ادا نہ ہو سکتا ہو تو جس قدر ادا ہو سکتا ہو دے دیا جائے۔

فدیہ کی وصیت نہ کی ہو:

اگر اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال سے فدیہ دے دیا تب بھی اللہ تعالیٰ سے امید رکھے کہ شاید قبول کرے اور ان روزوں کا مواخذہ نہ کرے اور بغیر وصیت کئے خود میت کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر فدیہ کی رقم تہائی مال سے زیادہ ہو جائے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا سب وارثوں کی رضامندی کے بغیر جائز نہیں۔ ہاں سب وارث نہایت خوش دلی سے راضی ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے۔ لیکن نابالغ وارث کی رضا کا شرع

میں کچھ اعتبار نہیں، بالغ وارث اپنا حصہ اس میں سے جدا کر کے دے دیں تو درست ہے۔

## فدیہ کی مقدار:

سوال: ایک شخص بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا، اس کا فدیہ کیا ہے؟

جواب: صحت ملنے کے بعد روزہ قضا رکھنا فرض ہے، البتہ اگر صحت ملنے کی کوئی امید نہیں رہی اور آخری دم تک روزہ رکھنے کی طاقت لوٹنے سے بالکل مایوسی ہے، چھوٹے اور ٹھنڈے ایام میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہیں تو ایک روزہ کے عوض نصف صاع گندم یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دیدے۔

## نصف صاع کی مقدار:

نصف صاع بعض علماء کے قول کے مطابق پونے دو کلو کا ہوتا ہے، جبکہ بعض علماء کی تحقیق کے مطابق سواد و کلو کا ہوتا ہے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ سواد و کلو گندم یا اس کی قیمت ادا کی جائے، کیونکہ اس میں فدیہ کی ادائیگی یقینی ہے۔ عبادات میں احتیاط ہی ہر عمل کرنا چاہئے۔

## گذشتہ سالوں کے فدیہ میں وقت ادا کی قیمت معتبر ہے:

سوال: اگر بعد بلوغ، اوائل عمر میں روزے قضا ہو گئے، اب بوجہ ضعف قضا رکھنے سے معذوری ہے، تو کیا فدیہ میں گندم کی قیمت چالیس سال قبل کی لگائی جائے گی جب روزے قضا ہوئے تھے، یا موجودہ نرخ لگایا جائے گا، اگر اقساط میں فدیہ ادا کیا جائے تو نیت کے روز جو نرخ ہے وہ محسوب ہوگا، یا بوقت ادا جو نرخ ہو گا وہ واجب الادا ہوگا؟

جواب: فدیہ میں اصل واجب خود گیہوں ہے، قیمت اس کے قائم مقام ہے۔ اس لیے بہر صورت وقت ادا کے نرخ کا اعتبار ہے۔

فدیہ رمضان سے قبل دینا جائز نہیں:

سوال: رمضان کے روزوں کے فدیہ کی رقم اگر رمضان آنے سے پہلے دے دی جائے تو صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: رمضان سے قبل ادا کرنے سے فدیہ ادا نہ ہوگا، البتہ رمضان شروع ہونے کے بعد آئندہ ایام کا فدیہ ایک ساتھ دے سکتے ہیں۔

## تراویح کے مسائل

### تراویح کا معنی:

تراویح ”ترویج“ کا جمع ہے جس کا معنی ہے راحت دینا چونکہ اس میں ہر چار رکعت کے بعد آرام کیا جاتا ہے اس لیے اس کو ترویج یا تراویح کہتے ہیں۔  
تراویح اصطلاح میں رمضان کی راتوں میں دس تسلیمات کے ساتھ بیس رکعتوں کی ادائیگی کو کہتے ہیں۔

### تراویح کا حکم:

تراویح مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے سنت موکدہ ہے۔ اس کا سنت ہونا جس طرح حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ کرام کی مواعظت سے ثابت ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کی قولی و فعلی سنت سے بھی ثابت ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”اِفْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَ سُنَّتَ لَكُمْ قِيَامَهُ۔“

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے بذات خود دو تین رات مسلسل صحابہ کرام کو باجماعت صلوٰۃ تراویح پڑھائی تاہم اس ڈر سے چھوڑ دیا کہ کہیں یہ امت پر فرض نہ ہو جائے۔

## تراویح کا وقت:

راج قول کے مطابق تراویح کا وقت عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد شروع ہوتا ہے لہذا عشاء کی نماز سے پہلے تراویح ادا کرنا درست نہیں اگرچہ عشاء کا وقت داخل ہو۔ ہاں وتر سے اس کی تقدیم و تاخیر کوئی بات نہیں۔

اگر امام وتر پڑھ رہا ہو اور کسی سے کچھ رکعت تراویح رہتے ہو تو پہلے وہ وتر کی جماعت میں شریک ہو اور بعد میں بقیہ تراویح پڑھ لے۔ البتہ عام حالات میں وتر آخر میں پڑھ لینا بہتر ہے۔

## باجماعت تراویح کا حکم:

باجماعت تراویح پڑھنا سنت عینی ہے یعنی ہر شخص کے لیے باجماعت تراویح پڑھنا مستقل سنت ہے۔ تاہم بعض حضرات اس کو سنت کفائی کہتے ہیں۔

## مسجد سے باہر تراویح کی جماعت:

سوال: نماز تراویح مسجد چھوڑ کر مکان یا دوسری جگہ حافظ مقرر کر کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟  
جواب: فرائض مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کر کے صرف تراویح کی جماعت دوسری جگہ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ مسجد میں بھی تراویح کی جماعت ہو، اگر محلہ کی کسی مسجد میں بھی تراویح کی جماعت نہ ہو تو سب گنہگار ہوں گے۔

## مسافر، مریض اور عورت کے لیے تراویح کا حکم:

سوال: مسافر، مریض اور عورت اگر تراویح پڑھ لیں تو کوئی کراہت تو نہیں؟  
جواب: تراویح مرد اور عورت دونوں کے لیے سنت موکدہ ہے، اس لیے خواتین کو اپنے گھروں میں انفرادی طور پر تراویح پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ مسافر اور مریض کو اگر تراویح پڑھنے میں کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی نہ ہو تو پڑھنا افضل ہے۔

عورتوں کا تراویح کی جماعت میں شریک ہونا یا خود جماعت کروانا:

سوال: بعض جگہ مساجد میں عورتوں کے لیے علیحدہ جگہ کا انتظام ہوتا ہے اور وہ مسجد کی جماعت میں شریک ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض لڑکیاں حافظہ ہوتی ہیں وہ گھر میں تراویح پڑھاتی ہیں، گھر کی اور پڑوس کی خواتین بھی اس جماعت میں شریک ہوتی ہیں، حافظہ لڑکیوں کا کہنا ہے کہ اس کے بغیر قرآن بھول جانے کا اندیشہ ہے۔ کیا شریعت کی رو سے عورتوں کا علیحدہ جماعت کروانا یا مردوں کی جماعت میں شریک ہونا جائز ہے؟

جواب: جائز نہیں، جب فرض نماز کے لیے عورتوں کا مسجد کی جماعت میں شریک ہونا جائز نہیں تو تراویح کے لیے کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ عورت کی سب سے افضل نماز حدیث کی رو سے وہ ہے جو وہ گھر کے تاریک تر کرے میں ادا کرے۔ اسی طرح عورتوں کا گھروں میں علیحدہ جماعت کروانا بھی مکروہ ہے۔ نیز خواتین کا تراویح پڑھنے کے لیے گھروں سے نکلنا ضرورت میں داخل نہیں اور بلا ضرورت گھر سے نکلنا جائز نہیں۔ علاوہ ازیں عموماً عورتوں کی آواز گھر کے اندر یا باہر اجنبی اور غیر محرم مردوں تک پہنچتی ہے جس سے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے، اس لیے خواتین کو اس سے سخت اجتناب لازم ہے۔ نیز سرپستوں پر فرض ہے کہ وہ انہیں اس منکر سے سختی سے منع کریں، ورنہ وہ بھی گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔ قانون شریعت کو توڑ کر اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے قرآن پختہ کرنا کون سی خوبی کی بات ہے؟ قرآن پڑھنے اور یاد کرنے سے تو مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین پر عمل کیا جائے، اگر عمل کرنے کے لیے آدابہ نہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنے پڑھانے اور حافظہ بننے سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مقصد ہی نہیں، مقصد لوگوں سے واہ واہ سننا یا اور کچھ ہے۔ حافظہ لڑکیوں کو چاہیے کہ پورا سال تلاوت و منزل کا اہتمام کریں، قرآن پختہ رہے گا، قرآن کی پختگی کا بہانہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہر گز نہ کریں۔

تراویح میں قعدہ بھول کر تیسری، چوتھی رکعت میں ملائی:

سوال: تراویح میں دوسری رکعت پر قعدہ بھول گیا اور سہواً تیسری چوتھی رکعت بھی پڑھ لی تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ اگر صحیح ہوگئی تو چاروں رکعات یا کہ دو؟ اگر دو ہوئیں تو پہلی دو ہوئیں یا آخری؟

جواب: اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے، اگر سجدہ سہو کر لیا تو دوسری دور رکعات تراویح کی ہو گئیں اور پہلی دو نفل ہو گئیں، لہذا پہلی دور رکعات اور ان میں جو قرآن پڑھا گیا اسے دہرانا ضروری ہے۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو چاروں رکعات اور ان میں پڑھا گیا قرآن دہرانا ضرور ہے۔

دوسری رکعت پر قعدہ کیا سلام نہیں پھیرا:

سوال: زید تراویح کی دوسری رکعت پر بیٹھ کر سہواً اٹھ گیا اور چار رکعت پوری کر لیں تو تراویح کی دور رکعت ہوں گی یا چار رکعت؟ سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر دور رکعت پر بیٹھ کر تشہد پڑھ لیا پھر کھڑا ہوا تو چار رکعت ہو گئیں، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

ایک قعدہ سے تین رکعات تراویح:

سوال: امام تراویح کی دوسری رکعت پر بغیر قعدہ کئے سہواً کھڑا ہو گیا، تین رکعتیں پڑھ کر سجدہ سہو کر لیا تو دور رکعتیں صحیح ہوں گی یا نہیں؟

جواب: رائج قول کے مطابق صحیح نہیں ہوگی۔

## نابالغ سامع کو صف اول میں کھڑا کرنا:

سوال: تراویح کی جماعت میں بعض جگہ سامع نابالغ بچہ ہوتا ہے اور سامع کو صف اول میں کھڑا ہونا ضروری ہوتا ہے، کیا اس صورت میں نابالغ کو صف اول میں کھڑا کرنا جائز ہے؟

جواب: نابالغ بلا ضرورت بھی بالغین کی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے، ضرورت مذکورہ سے بطریق اولیٰ جائز ہے۔

## فرض پڑھے بغیر وتر کی جماعت میں شرکت صحیح نہیں:

سوال: زید ایسے وقت مسجد میں آیا کہ وتر کی جماعت کھڑی تھی تو زید وضو کر کے وتر کی جماعت میں شریک ہو جائے یا عشاء کی نماز اور تراویح ادا کرے؟

جواب: پہلے فرض پڑھے، اس کے بعد وتر کی جماعت مل جائے تو شریک ہو جائے، اس کے بعد تراویح پڑھے۔

## رمضان میں قضا نماز اور ایک غلط عقیدہ:

سوال: بعض لوگ جمعہ و اوداع کو باجماعت قضا نماز پڑھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ پوری زندگی کی فوت شدہ نمازوں کے لیے کافی ہے، اسے قضا عمری کہتے ہیں۔ جبکہ بعض لوگ رمضان میں اس نیت سے فوت شدہ نمازیں قضا پڑھتے ہیں کہ ایک نماز پڑھنے سے ستر قضا نمازوں کی ادائیگی ہو جائے گی۔ کیونکہ مشہور ہے کہ رمضان میں ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر ملتا ہے۔ شرعاً یہ عقیدہ و عمل کیسا ہے؟

جواب: یہ دونوں عقیدے غلط ہیں، قضا عمری کو فقہاء نے بدعت قرار دیا ہے۔ اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ اسی طرح ایک نماز قضا سے ستر قضا نمازوں کی ادائیگی کا بھی شرعاً کوئی ثبوت نہیں، جتنی نمازیں فوت ہوئیں ان سب کی قضا فرض ہے، خواہ رمضان میں کرے یا غیر رمضان میں۔ ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر ملنے کا ایک حدیث میں ذکر ہے،

مگر وہ حدیث ضعیف ہے اور فضائل میں بھی ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ اسے سنت نہ سمجھا جائے۔ اگر اس حدیث کو قابل استدلال تسلیم کر بھی لیا جائے تو وہ رمضان میں ادا کئے جانے والے اعمال صالحہ کے بارے میں ہے اور قضا نمازیں پڑھنا تو فرض کی ادائیگی کی طرح ہے۔ کیا رمضان میں کسی کا ایک ہزار روپے قرض ادا کرنے سے وہ ستر ہزار ادا کرنے کے قائم مقام ہو سکتا ہے؟ غرض اس حدیث سے ایک قضا نماز پڑھ کر ستر نمازوں کے ادا ہو جانے کا ثبوت قطعاً نہیں ملتا۔

### آٹھ رکعت یا بیس رکعت:

سوال: بعض لوگ آٹھ رکعت تراویح پڑھ کر چلے جاتے ہیں کیا اس کا حدیث سے کوئی ثبوت ہے؟

جواب: آٹھ رکعت کا کوئی ثبوت نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، ائمہ اربعہ اور تمام فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا چودہ سو سال سے بیس رکعت تراویح پر اجماع اور مسلسل تعامل چلا آ رہا ہے۔

### شبینہ کا حکم:

سوال: گذشتہ چند سال سے یہ طریقہ رائج ہے کہ تراویح پڑھانے والا بارہ رکعت کے بعد مصلی چھوڑ دیتا ہے اور بقیہ آٹھ تراویح امام صاحب پڑھاتے ہیں، کچھ مقتدی بھی حافظ کے ساتھ تراویح چھوڑ دیتے ہیں اور وتر کی جماعت کے بعد حافظ صاحب اپنی بقیہ آٹھ رکعت تراویح شروع کرتے ہیں تو دوسرے بہت سے مقتدی بھی ان کے ساتھ نوافل کی نیت سے نماز میں شریک ہو جاتے ہیں، شبینہ تقریباً داڑھائی بجے تک رہتا ہے، اس کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا خاص انتظام ہوتا ہے، بعض حضرات کو متوجہ کیا گیا کہ چند آدمیوں کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال سوائے نمائش کے کچھ بھی نہیں تو انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ

گانا بجانا عام ہے، جگہ جگہ ریکارڈنگ ہوتی ہے، تو ہم کیوں لاؤڈ اسپیکر استعمال نہ کریں؟  
اس کا شرعاً حکم کیا ہے؟

جواب: اس قسم کے متعارف شینے میں کئی قبائح ہیں، مثلاً

- (۱) نوافل کی جماعت
- (۲) لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے اہل محلہ کے کام، آرام اور عبادات میں خلل۔
- (۳) نام و نمود
- (۴) بعض لوگوں کا جماعت میں کھڑے ہونا اور بقیہ کا بیٹھے رہنا، جو جماعت اور قرآن کے احترام کے خلاف ہے۔
- (۵) ضرورت سے زیادہ روشنی اور مٹھائی وغیرہ کا التزام
- (۶) ایسی خرافات کے لئے چندہ کرنا۔ اس قسم کی اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں جن کی بناء پر مروجہ شینے جائز نہیں۔

تراویح کن لوگوں کے پیچھے جائز ہیں

تراویح اور ختم قرآن پر اجرت:

سوال: رمضان میں ختم قرآن پر قاری اور سامع اگر کچھ معاوضہ ملے نہ کریں، ویسے ہی اہل مسجد

ان کی کچھ خدمت کر دیں یا کپڑوں کا جوڑا بنا دیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تراویح اور ختم قرآن پر قاری اور سامع کو کچھ لینا دینا حرام اور ایسے قاری کے پیچھے

تراویح ناجائز ہے۔ خدمت کے نام سے نقد یا کپڑے وغیرہ دینا بھی معاوضہ ہی ہے اور

اجرت ملے کرنے کی بنسبت زیادہ قبیح ہے، اس لیے کہ اس میں دو گناہ ہیں، ایک قرآن

سنانے پر اجرت کا گناہ اور دوسرا جہالت اجرت کا گناہ، بعض لوگ کہتے ہیں کہ قاری اور

سامع بھی اللہ کام کرتے ہیں اور ہم بھی اللہ ان کی خدمت کرتے ہیں، معاوضہ مقصود

نہیں، ایسے حیلہ بازوں کی نیت معلوم کرنے کے لیے فقہاء رحمہم اللہ نے یہ امتحان رکھا ہے کہ اگر قاری اور سامع کو کچھ بھی نہ ملے تو کیا وہ آئندہ بھی اس مسجد میں خدمت کے لیے آمادہ ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور اہل مسجد کا امتحان یہ ہے کہ اگر یہ قاری اور سامع ان کی مسجد میں نہ آئیں تو بھی یہ لوگ ان کی خدمت کرتے ہیں یا نہیں؟ اب دور حاضر کے لوگوں کو اس کسوٹی پر لائیے، قاری اور سامع کو اگر کسی مسجد سے کچھ نہ ملا تو یقیناً آئندہ وہ اس مسجد کی طرف رخ بھی نہیں کریں گے اور اہل مسجد کا یہ حال ہے کہ جس قاری یا سامع نے ان کی مسجد میں کام نہیں کیا وہ کتنا ہی محتاج ہو، عموماً ان کو اس کی زبوں حالی پر قطعاً کوئی رحم نہیں آتا، معلوم ہوا کہ جانین کی نیت معاوضہ کی ہے اور لہیت کے دعوے جھوٹے ہیں، لہذا اس طرح سننے اور سنانے والے سب سخت گنہگار اور فاسق ہیں اور ایسے قاری کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ فرائض میں فاسق کی امامت کا یہ حکم ہے کہ اگر صالح امام میسر نہ ہو یا فاسق امام کو ہٹانے کی قدرت نہ ہو تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھ لی جائے، جماعت ترک نہ کی جائے، مگر تراویح کا حکم یہ ہے کہ کسی حال میں بھی فاسق کی اقتداء میں جائز نہیں، اگر بغیر عوض، صالح حافظ نہ ملے تو چھوٹی سورتوں سے تراویح پڑھ لی جائیں، اگر محلہ کی مسجد میں ایسا زیر بحث حافظ تراویح پڑھائے تو فرض مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کر کے تراویح الگ مکان میں پڑھیں۔ بالفرض کسی قاری کا مقصود معاوضہ نہ ہو تو بھی لین دین کے عرف کی وجہ سے اس کی توقع ہوگی اور کچھ نہ ملنے پر افسوس ہوگا۔ یہ اشراف نفس ہے جو حرام ہے۔ اگر کسی قاری کو اشراف نفس سے بھی پاک تصور کر لیا جائے تو بھی اس لین دین میں عام مروج فعل حرام سے مشابہت اور اس کی تائید ہوتی ہے، علاوہ ازیں دینی غیرت کے بھی خلاف ہے، اس لیے بہر کیف اس سے کلی اجتناب واجب ہے۔

حفاظ کرام چند ٹکوں کی خاطر اللہ قرآن سنانے کے اجر عظیم سے خود کو کیوں محروم کرتے ہیں؟

حدیث میں ہے:

”إِقْرُوا الْقُرْآنَ وَلَا تَكُلُوا بِهِ“ یعنی قرآن پڑھو اور اسے کسب کا ذریعہ نہ بناؤ۔

عالم اسلام کے مایہ ناز فقیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب رد المحتار میں تحریر فرماتے ہیں:

وَأَنَّ الْقِرَاءَةَ لَسَيِّئَةٍ مِنَ الدُّنْيَا لَا يَجُزُّ وَإِنَّ الْأَخْذَ وَالْمُعْطَى الْإِيمَانَ

یعنی دنیا کی کسی بھی چیز کی خاطر قرآن کی تلاوت ناجائز ہے، لینے اور دینے والا دونوں یقیناً گنہگار

ہیں۔

داڑھی کٹانے والے کے پیچھے تراویح جائز نہیں:

سوال: زید امام مسجد ہے، وہ اپنی داڑھی کو کبھی مشین سے خشکشی کرتا ہے اور کبھی قینچی سے کترتا

ہے، یعنی اس کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے، اگر کوئی اس سے پوچھے کہ آپ داڑھی

ایک مشت یا اس سے زیادہ کیوں نہیں رکھتے تو جواب دیتا ہے کہ داڑھی کا صرف منہ پر آنا

ضروری ہے، ایک مشت یا اس زیادہ رکھنا ضروری نہیں۔ زید کے اس جواب کی شرعی

نوعیت کیا ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بکر حافظ قرآن اور خوش الحان

ہے اور وہ بھی داڑھی کترتا ہے، اس کی داڑھی زید کی طرح ہے، صورت و سیرت میں متبع

شریعت حفاظ باسانی مل سکتے ہیں، اگر کسی مسجد کی انتظامیہ کے کچھ ارکان بکر کو تراویح

میں قرآن سنانے کے لیے مقرر کر دیں تو حافظ مذکور کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ جو

مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے صدر یا ممبر ہونے کی وجہ سے پابند شریعت حافظ کی جگہ بکر

جیسے کا تقرر کریں۔ ایسے ارکان کے لیے شریعت مقدسہ میں کیا حکم ہے؟ ایسے حافظ یا

ائمہ داڑھی کتر کر مشت سے کم رکھ کر تراویح یا پنجگانہ نماز کے امام بن سکتے ہیں، ان کا

بھی شریعت مقدسہ ہی میں کیا حکم ہے؟ مساجد و مدارس عربیہ کی انتظامیہ کمیٹی کا صدر یا

متولی یا تہم کا صورت و سیرت میں حتی الوسع تہج شریعت ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

اور پھر: وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَ ؕ إِنْ أَوْلِيَاءُؤُكَ إِلَّا الْمُتَّقُونَ [انفال: ۳۴] کا

مفہوم کیا ہوگا؟

جواب: داڑھی ایک مشمت سے کم کرنا بالاتفاق حرام ہے بلکہ شریعت کی علانیہ بغاوت ہونے کی وجہ سے دوسرے کبار سے بھی شدید گناہ ہے۔ لہذا زید فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ تہج شریعت حافظ نہ ملے تو بھی فاسق کو تراویح کا امام بنانا جائز نہیں۔ فرائض میں صالح امام میسر نہ ہو تو جماعت نہ چھوڑے بلکہ اس کے پیچھے فرض نماز پڑھ لے مگر تراویح میں فاسق کی اقتداء کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ صالح حافظ نہ ملنے کی صورت میں تراویح چھوٹی سورتوں سے پڑھی جائے۔ اگر ڈاڑھی کٹانے والے کو مسجد کی منظمہ متعین کر دے تو بھی اس کی اقتداء میں تراویح پڑھنا جائز نہیں۔ ایسے ارکان جو مسئلہ کا علم ہونے کے بعد بھی فاسق کو امام متعین کرنے پر بضد ہوں، خود فاسق ہیں۔ اہل محلہ پر فرض ہے کہ ایسے بے دین ارکان کو مسجد کی مجلس منظمہ سے فوراً برطرف کر دیں۔ یہ لوگ اس منصب کے اہل ہی نہیں۔ اگر اہل محلہ کو اس پر قدرت نہیں تو حکومت پر فرض ہے کہ ان کو اس مقدس منصب سے برطرف کرے اور ان کو مناسب سزا دے۔ مساجد اور مدارس عربیہ کے کارکنوں کو ظاہر اور باطناً تہج شریعت ہونا ضروری ہے، اگر کوئی رکن تہج شریعت نہیں تو وہ بھی واجب العزل ہے۔

## اعتکاف

### اعتکات کی فضیلت:

روزے کے ذریعے انسان کی نفسیات کو اعتدال پر لا کر اسے شریعت کے تقاضے پورا کرنے کے لائق بنایا تھا۔ اب مسلمان نے جب اس طریقے پر بیس دن گزار دیئے اور گویا روحانی دوا کا ایک نصاب [کورس] پورا ہو گیا، تو اب اللہ تعالیٰ نے یہ چاہا کہ میرا بندہ میرے سوا تمام مخلوقات سے غیر ضروری میل جول ترک کر کے میرے ہی در پر آڑے اور میرے سوا اس کو کسی سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رہے۔ یہی اعتکاف ہے۔

اگر خالص اللہ کو راضی کرنے کے لیے اعتکاف کیا جائے تو بہت اونچی اور عظیم الشان عبادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ اعتکاف کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ امام زہری کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ بہت سے کام کبھی کرتے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے لیکن جب سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اخیر زندگی تک کبھی بھی [رمضان کے آخری دس دنوں کا] اعتکاف نہیں چھوڑا۔ لیکن حیرت یہ ہے کہ لوگ اس کی پوری طرح پابندی نہیں کرتے۔

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَّلَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَرْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ۔ [بخاری]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دے دی، پھر اس کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے اعتکاف کا معمول جاری رکھا۔

(۲) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فِي الْمُعْتَكِفِ هُوَ يَعْتَكِفُ الدُّنُوبَ وَيَجْزِي لَهُ مِنَ الْحَسَنَاتِ كَعَامِلٍ الْحَسَنَاتِ كُلِّهَا۔

[ابن ماجہ]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معکف کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کو ان تمام اچھے کاموں کا جو وہ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا ایسے ہی بدلہ دیا جائے گا جیسا کہ نیکی کرنے والے کو دیا جاتا ہے۔

اس حدیث میں اعتکاف کے دو بڑے اہم فائدے بیان کیے گئے ہیں۔

- ایک تو یہ کہ آدمی گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ آدمی جہاں بھی بیٹھتا ہے، ہر طرح کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے اور پھر دنیا بھر کے قصے، قصیے پیش آتے ہیں جن میں جھوٹ، سچ، غیبت، بہتان وغیرہ ضرور ہوتا ہے، بچتے بچتے بھی آدمی اپنے ماحول کے اثرات سے بہت کم محفوظ رہتا ہے لیکن مسجد میں بیٹھ کر آدمی ان تمام جھگڑوں سے بچ جاتا ہے۔ ان تمام گناہوں سے بچنے کے لیے بہترین ذریعہ مسجد میں اعتکاف کرنا ہے۔

- دوسری بڑی بات یہ ہے کہ بہت سی نیکیوں کا ثواب بغیر کیے بھی مفت میں مل جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دینے کے لیے بہانے ڈھونڈتا ہے کہ کوئی بہانہ مل جائے کہ تو اپنے بندے کو نوازاؤں، معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اللہ نے دینے کا توفیق ملے تو کر رکھا ہے لیکن کسی نہ کسی بہانے سے دینا چاہتا ہے۔

(۳) ایک اور حدیث میں آتا ہے: کہ رمضان کے [آخری] دس دنوں کے اعتکاف کا ثواب دو حج اور دو عمروں کے برابر ہے۔ [بیہقی]

قدر کرنے والوں کی ضرورت ہے، اگر کسی کام میں دنیا کا اتنا نفع تو کیا، اس کا دسواں حصہ بھی ہم کو نظر آتا تو ہم خون پسینہ ایک کر کے کسی نہ کسی طرح اسے حاصل کرتے۔ لیکن دین کے کاموں کی ہمارے دلوں میں کوئی قدر ہی نہیں، اس لیے بڑے سے بڑا نفع سن کر بھی ہمارے کانوں پر جوں نہیں ریگتی۔

(۴) ایک لمبی حدیث کا خلاصہ ہے کہ: "جو شخص اللہ کے لیے ایک دن کا اعتکاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ جہنم کو اس سے زمین اور آسمان کے فاصلے سے تین گنا دور کر دیتے ہیں۔ یعنی جہنم

سے اس کا گویا کوئی واسطہ ہی نہیں باقی رہتا۔”

لیکن ہم میں سے کتنے ہوں گے جن کے دلوں میں یہ تمام فائدے اور اجر و ثواب سن کر اعتکاف کا شوق و جذبہ پیدا ہوا اور وہ اس کے لیے تیار ہوں۔ کم سے کم اس ثواب کے حاصل کرنے کا ایک بہت آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ پانچوں وقت جب نماز کے لیے مسجد میں داخل ہوں تو اعتکاف کی نیت کر لیا کریں جب تک مسجد میں رہیں گے۔ اگر بالکل خاموش بھی بیٹھے رہے تب بھی اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا اور اگر قرآن یا تسبیحات وغیرہ بھی پڑھتے رہے تو اس کا ثواب الگ ملے گا۔

**اعتکاف کی حکمتیں اور فائدے:**

1. اعتکاف میں انسان کو یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے اور دل دنیا کی فکروں سے خالی ہو جاتا ہے۔ انسان کی توجہ کو اللہ تعالیٰ سے ہٹانے والی چیزیں چاہے وہ انسان کے اپنے اندر ہوں یا باہر، جب انسان تنہائی میں رہے گا تو آہستہ آہستہ سب ختم ہو جائیں گے اور دل پوری طرح دنیا کے خیالات سے فارغ ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جائیگا اور اس میں عبادتوں کے انوار و برکات حاصل کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔
2. لوگوں کے ملنے جلنے اور کاروبار کی مشغولیتوں میں جو انسان سے چھوٹے موٹے بہت سے گناہ ہو جاتے ہیں اعتکاف میں ان سے حفاظت ہوتی ہے۔
3. اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ، ”جو شخص مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور میری طرف چل کر آتا ہے میں دوڑ کر اسے اپنا لیتا ہوں۔“ جبکہ اعتکاف کرنے والا تو اپنا گھر در چھوڑ کر صرف قریب ہی نہیں بلکہ اللہ کے در پر آکر پڑ جاتا ہے۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ اللہ تعالیٰ محتلف کو کتنا قریب ہو گا اور اس پر کتنا زیادہ مہربان ہو گا۔

4. شریف لوگ اپنے گھر پر آئے ہوئے مہمان کی عزت اور خاطر، تو اضع کیا کرتے ہیں، تو کریموں کا کریم اور داتاؤں کا داتا اپنے گھر پر آئے ہوئے مہمان کی کیا کچھ عزت و اکرام کرے گا۔
5. شیطان انسان کا قدیمی دشمن ہے لیکن جب انسان اللہ کے گھر میں ہے تو گویا مضبوط قلعے میں ہے، شیطان اب اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔
6. فرشتے ہر وقت اللہ کی عبادت اور اس کی یاد میں رہتے ہیں، مومن بندہ بھی اعتکاف میں بیٹھ کر ہر وقت اللہ کی یاد میں ہے اور فرشتوں سے مشابہت پیدا کر رہا ہے اور فرشتے چونکہ اللہ کے بہت قریب ہیں، اس لیے یہ بندہ بھی اللہ کا قرب اور اس کی نزدیکی حاصل کر رہا ہے۔
7. نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی نماز کے انتظار میں رہتا ہے اسے نماز ہی کا ثواب ملتا ہے، اعتکاف میں یہ ثواب بھی حاصل ہوتا ہے۔
8. جب تک آدمی اعتکاف میں رہتا ہے، اسے عبادت کا ثواب ملتا رہتا ہے خواہ وہ خاموش بیٹھا رہے یا سوتا رہے یا اپنے کسی اور کام میں مشغول رہے۔
9. اعتکاف کرنے والا ہر منٹ عبادت میں ہوتا ہے، تو شب قدر حاصل کرنے کا بھی اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کیونکہ جب بھی شب قدر آئے گی یہ بندہ بہر حال عبادت میں ہوگا۔
10. اعتکاف کرنے والے کو پانچ وقت نماز باجماعت اور تکبیر اولیٰ سے نماز پڑھنے کا مبتدع موقع اعتکاف کے علاوہ اور کہی نہیں مل سکتا۔

## اعتکاف کی تعریف اور اس کی شرائط

### تعریف:

نیت کے ساتھ ایسی مسجد میں اقامت اور ٹھہرنا جس میں پانچ وقت نمازیں جماعت کے ساتھ ادا ہوتی ہوں یا عورت کا اپنے گھر کی مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہے۔

### شرائط:

صحت اعتکاف کے لئے درج ذیل شرائط کا وجود ضروری ہے:

1. مسلمان ہونا، کافر کا اعتکاف نہیں۔
2. عاقل ہونا، مجنون کا اعتکاف نہیں، بالغ ہونا شرط نہیں اس لئے نابالغ سمجھدار بچہ بھی اعتکاف کے لئے بیٹھ سکتا ہے۔
3. جنابت سے پاک ہونا، اور عورت کے لیے حیض و نفاس سے پاک ہونا، اس میں حیض و نفاس سے طہارت صحت اعتکاف کے لیے تو شرط نہیں البتہ حل اعتکاف کے لیے شرط ہے کیونکہ جنابت کے ساتھ اعتکاف میں وقت گزارنا جائز نہیں۔
4. اعتکاف کی نیت کرنا، بلا نیت مسجد میں بیٹھنے سے اعتکاف نہ ہوگا۔
5. جس جگہ اعتکاف میں بیٹھے وہ جگہ شرعی مسجد ہو اور فی الحال اس میں پانچ وقت نماز ہو رہی ہو۔
6. سنت اور واجب اعتکاف میں روزہ سے ہونا۔

[عالمگیریہ: ۱ / ۱۲۳، مراۃ القلاح مع الطحاوی: ۳۸۱]

## اعتکاف کی قسمیں:

اسباب اور احکام کے اختلاف کے اعتبار سے اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب، مسنون، مستحب۔

### (۱) واجب، نذر اعتکاف:

نذر واجب اعتکاف کی کم از کم مقدار ایک دن ہے، اس سے کم نہیں کیونکہ اس کے ساتھ روزہ رکھنا بھی واجب ہے۔

### (۲) مسنون:

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ سنت اعتکاف کو شروع کرنے کے بعد توڑ دینا کسی عذر کی وجہ سے ہو یا بلا عذر ہو اس کی قضا واجب ہے۔

### (۳) مستحب اور نفلی:

کسی بھی لمحہ کے لیے مسجد میں قیام کرے تو اگر اس کے لیے اعتکاف کی نیت کر لے تو یہ مستحب اور نفلی اعتکاف ہے۔ اس کے لیے نہ روزہ شرط ہے اور نہ ہی شب گزاری۔ اس کے توڑنے پر قضا بھی واجب نہیں۔

### یہ امور مفسد اعتکاف ہیں:

1. وضو سے پہلے بلا قصد وضو، وضو خانہ پر بیٹھ کر صابن سے ہاتھ منہ دھونے سے اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے۔
2. وضو کے بعد وضو خانہ میں ٹھہر کر رومال سے وضو کا پانی خشک کرنے سے بھی اعتکاف فاسد ہے۔

3. وضو سے قبل ہاتھ کی گھڑی وضو خانہ پر ہاتھ سے نکال کر جیب میں رکھنا پھر وضو کرنا یا وضو خانہ پر وضو کر لیے چڑھتے ہوئے ہاتھ میں سے گھڑی نکال کر جیب میں رکھنا۔
4. پیشاب خانہ کے باہر لائن لگی ہوئی ہو تو وہاں انتظار میں کھڑے ہونا۔
5. وضو سے قبل وضو خانہ پر چڑھ کر اپنی ٹوپی یا رومال وضو خانہ چھان یا کھونٹی پر رکھنا۔
6. گھر سے کوئی کھانا لانے والا نہ ہو تو کھانا لانے کے لیے گھر جانا۔
7. کھانے کے لیے گھر جانے پر معلوم ہوا کہ کھانے کی تیاری میں معمولی دیر ہے اس کا انتظار کرنا۔

8. احتلام ہو گیا اور ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے تو پانی گرم کرنے کے لیے مسجد سے نکلنا یا گرم پانی کے لیے گھر جانا اور وہاں پانی گرم ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا۔
- احتلام کی حالت میں گرم پانی کے انتظار میں تیمم کر کے مسجد میں ٹھہرنا جائز نہیں مسجد سے فوراً نکل جائے، مسجد سے باہر پانی گرم ہونے کے انتظار میں ٹھہرنا جائز ہے۔
9. حالتِ اعتکاف میں بیمار ہو گیا، اور دوالا کر دینے والا کوئی نہیں، یا ڈاکٹر کے پاس جانا ضروری ہو تو دوا کے لیے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا، اور اس روز کی قضاء لازم ہے۔ البتہ سخت مجبوری کی صورت میں نکلنے سے گناہ نہیں ہوگا، اعتکاف بہر حال فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔ [احسن الفتاویٰ: ۴/۵۰۸، بحوالہ رد المحتار ج: ۲/۱۳۵]

### مکروہاتِ اعتکاف:

1. چھپ چاپ گم صم بیٹھے رہنا اور اسے اچھی اور ثواب بات سمجھنا۔ آج کل ناواقف لوگ اعتکاف میں چھپ بیٹھنا بھی کچھ ثواب کی بات سمجھتے ہیں۔
2. لڑائی، جھگڑا، شور و شغب کرنا اور بیہودہ واہیات باتیں کرنا۔
3. خرید و فروخت کے لیے کوئی چیز مسجد کے اندر لانا۔

4. جو باتیں اعتکاف سے باہر حرام یا مکروہ ہیں جیسے گالم گلوچ، فضول گفتگو، غیبت و عیب جوئی، ریاکاری، کسی بدبودار چیز کا استعمال، دوران اعتکاف ان کی حرمت اور کراہت اور بڑھ جاتی ہے۔

5. ایسا اخبار یا رسالہ دیکھنے میں مضائقہ نہیں جو جاندار کی تصویر سے پاک ہو اور اس کے مضامین بھی درست ہوں، لیکن عموماً اخبار کا کوئی صفحہ بھی تصاویر اور جھوٹی خبروں سے پاک نہیں ہوتا، اس لیے اسے مسجد میں لانا کراہت سے خالی نہیں۔ بالخصوص اگر محکف دینی مقتداء ہے تو عوام اس کے عمل سے غلط استدلال کریں گے۔

### اعتکاف کے آداب و مستحبات:

اعتکاف کے آداب اور مستحبات یہ ہیں، ان کو پورا اہتمام رکھیں تاکہ حقیقی برکات و ثمرات نصیب ہوں۔

1. اعتکاف میں نیکی کی اور اچھی باتیں کریں۔
2. رمضان المبارک کے آخری پورے عشرے کا اعتکاف کرنے کی کوشش کریں۔
3. حتی الامکان جامع مسجد میں اعتکاف کریں۔
4. اپنی طاقت کے مطابق اپنے اوقات زیادہ سے زیادہ عبادت الہی میں صرف کریں، مثلاً اوافل پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں، علم دین کی صحیح اور مستند کتابوں کا مطالعہ کریں، محسن انسانیت ﷺ کی سیرت طیبہ، حضرات انبیاء علیہم السلام کے صحیح واقعات، صحابہ کرامؓ، ائمہ عظام اور اولیائے کرام رحمہ اللہ کے حالات و حکایات، ان کے اقوال و ملفوظات کا مطالعہ کریں۔ مسائل شرعیہ کی کتابیں پڑھیں۔ مگر جو بات سمجھ میں نہ آئے خود اس کی تاویل یا مطلب نہ نکالیں، بلکہ کسی معتبر عالم سے اس کا مطلب سمجھیں۔

5. اذکارِ مسنونہ پڑھیں۔ جتنی تسبیحِ آسانی سے پڑھ سکیں سب بہتر ہیں تسبیحات یہ ہیں:  
سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ۔ اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ يَا اَسْتَغْفِرُ اللَّهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَاَتُوبُ اِلَيْهِ، يَا رَبِّ اَعْفِرْ لِي تیسرا کلمہ اور جو بھی ذکر کریں توجہ اور دھیان سے کریں۔
6. درود شریف کثرت سے پڑھیں، سب سے بہتر درود وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔
7. صلوٰۃ التَّسْبِيحِ پڑھنے سے دس قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، لہذا اس کے پڑھنے کی بھی اہتمام کریں۔
8. اشراق، چاشت، سننِ زوال، ادابین، اور تہجد کی نماز کا پورا اہتمام کریں، تحیۃ المسجد، اور تحیۃ الوضو بھی ترک نہ ہونے دیں۔
9. فجر سے اشراق تک اور عصر کے فرضوں سے فارغ ہو کر مغرب تک ذکر اللہ اور تلاوت وغیرہ میں مشغول رہیں۔
10. شب قدر کی طاق راتوں میں جاگ کر عبادت کرنے کی کوشش کریں۔
11. اعتکاف میں پردہ ڈالنا اور نہ ڈالنا دونوں طرح رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اگر پردہ ڈالنے سے ریاکاری، کبر وغیرہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو نہ ڈالیں اور اگر ان امور کا اندیشہ نہ ہو تو یکسوئی کے لیے پردہ ڈال لینا بہتر ہے، البتہ فرض نماز کی جماعت ہونے لگے اور پردہ پڑے رہنے سے جماعت میں خلاء رہ جانے کا خطرہ ہو تو پردہ ہٹا دینا چاہیے بلکہ بستر اور سامان بھی اٹھا لینا چاہیے۔
12. جہاں تک ممکن ہو دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو اپنے قول و فعل اور کسی بھی طرزِ عمل سے تکلیف پہنچانے سے سخت احتیاط کریں۔ [عالمگیری وفتح القدیر]
13. لایعنی باتوں سے اپنے آپ کو بچائے، زبان سے صرف کلمہ خیر نکالے۔
14. قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرے۔

15. نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ، حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ حالات، صحابہ کرامؓ اور سلف صالحینؒ کے واقعات و ملفوظات کا مطالعہ کرے۔
16. اسی اثناء میں مسائل دینیہ [اہل علم حضرات یا مستند کتب کی مدد سے] سیکھنے پر خصوصی توجہ دے۔ [عالمگیریہ: ۲۱۲/۱، رد المحتار: ۲/۴۵۰]
17. علاوہ ازیں نفل نمازوں [تھیۃ الوضوء، تھیۃ المسجد، اشراق، چاشت، ادابین اور تہجد] کی حتی الامکان پابندی رکھے۔
18. تمام اذکار مسنونہ پابندی سے پڑھے۔
19. درود شریف، کلمہ طیبہ اور استغفار کی کثرت کرے۔
20. شب قدر کی پانچوں راتوں میں ممکن ہو تو رات بھر بیدار رہے اور راتوں کو مختلف قسم کی عبادات میں بسر کرے، نوافل اور ذکر و تلاوت کے علاوہ دعا کی کثرت کرے۔
21. جہاں اپنے لیے دعا کرے، وہاں اپنے والدین، عزیز و احباب، ملک و ملت بلکہ پوری امت کے حق میں دعا کرے۔
22. شب قدر کی راتوں میں یہ دعا بھی اہتمام و توجہ سے کرے۔  
 اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ۔  
 اے اللہ! بے شک آپ معاف کرنے والے مہربان ہیں، معافی کو پسند کرتے ہیں، پس مجھے بھی معاف کر دیجئے۔ [ترمذی و احمد و ابن ماجہ]
- تشبیہ: ان امور کی بجا آوری بقدر استطاعت کی جائے، اتنا زیادہ غلو بھی نہیں چاہے کہ خود تنگ یا تھک جائے یا دوسروں کو اعتکاف سے توحش و حشت ہوتی ہو جائز نہیں۔

## اعتکاف کے مباحات:

بعض باتیں اعتکاف کی حالت میں معتکف کے لیے جائز اور مباح ہیں۔

1. معتکف کو چاہیے کہ مسجد میں کھائے پئے، وہیں سوئے، لیٹے بیٹھے، آرام کرے معتکف کے لیے یہ سب باتیں مسجد میں درست ہیں۔ [ردالمحتار]
2. اپنے بال بچوں کے متعلق یا خرید و فروخت کی باتیں کرنا بھی بقدر ضرورت جائز ہے۔
3. معتکف کھانے پینے کی مختصر چیزیں اور ضروریات کا سامان بھی ساتھ رکھ سکتا ہے لیکن اتنا نہ ہو کہ دوکان ہی لگالے یا نمازیوں کو گلہ گھر جانے کی وجہ سے تکلیف ہونے لگے اور پڑھنے کیلئے دینی کتابیں بھی رکھ سکتا ہے۔ [ردالمحتار]
4. کھانے پینے کی یا کوئی ضرورت کی چیز خریدنی ہو تو اس چیز کو دیکھنے کیلئے مسجد میں منگا سکتا ہے تاکہ کوئی خراب چیز نہ آئے۔ [ردالمحتار]
5. معتکف کو مختصر سا ستر، کھانا کھانے، پانی پینے، ہاتھ وغیرہ دھونے کیلئے برتن رکھنے کی اجازت ہے۔ [ردالمحتار]
6. معتکف اگر تاجر یا کارخانہ دار ہو تو اپنے قائم مقام یا ماتحت ملازمین کو تجارت کی ضروری ہدایت دے سکتا ہے اور اس کے متعلق باتیں بھی دریافت کر سکتا ہے کسی خریدار سے ضروری باتیں کرنی ہوں تو بقدر ضرورت لین دین، سودا سلف کی باتیں کرنے کی گنجائش ہے۔ [بدائع]
7. معتکف لباس تبدیل کر سکتا ہے، خوشبو استعمال کر سکتا ہے، سر اور داڑھی میں تیل لگانا، کنگھی کرنا سب باتیں جائز ہیں۔ [بدائع]
8. حالت، اعتکاف میں معتکف اپنا یاد دوسرے کا نکاح کر سکتا ہے، بیوی کو طلاق رجعی دے رکھی ہو تو زبانی اس سے رجوع کر سکتا ہے۔ [بدائع]

9. معتكف اپنا سر، داڑھی یا بدن کا کوئی حصہ دھونا چاہے یا کھلی کرے تو اس بات کا پورا خیال رکھے کہ مسجد بالوں اور مستعمل پانی بالکل ملوث نہ ہو، تیل سے مسجد کی دیواریں، صوفیں، صحن بالکل خراب نہ ہوں، ورنہ ممنوع ہوگا۔ [بدائع]
10. معتكف آرام کی غرض سے یا طبعی طور پر یا ضرورت کلام کرنے سے بچنے کے لیے خاموش رہے تو جائز بلکہ بہتر ہے۔
11. حالتِ اعتکاف میں دین کی باتیں کرنا باعثِ ثواب ہے اور ایسی باتیں کرنا جن میں گناہ نہ ہو مباح ہیں، بقدرِ ضرورت دنیوی باتیں کرنا بھی منع نہیں، لیکن گپ شپ کا مشغلہ نہ بنائیں۔ [حاشیہ شرنبلالی]
12. معتكف کو ناخن کترنے، مونچھیں سنوارنے، خط یا حجامت بنانے کی رخصت ہے، لیکن مسجد میں ناخن پانی اور بال وغیرہ بالکل نہ کرنے پائیں۔ [فتح الباری]
13. معتكف کے لیے مسجد میں کھانا پینا، لیٹنا اور آرام کرنا جائز ہے۔ [ہدایہ: ۱/ ۲۲]
14. لباس تبدیل کرنا اور تیل لگانا بھی جائز ہے۔ [بدائع الصنائع: ۱/ ۱۶]
- مگر تیل لگانے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ مسجد کی چٹائی، دری یا مسجد کی اور کوئی چیز آلودہ نہ ہو، نہ بال مسجد میں گرنے پائیں، کوئی چادر وغیرہ بچھالیں، پھر اسے مسجد سے باہر مناسب جگہ جھڑوا دیں یا کسی تھیلی وغیرہ میں رکھیں، بعد میں مناسب جگہ ڈالوا دیں۔
15. جگہ تبدیل کرنا، یعنی معتكف کے لیے مسجد میں ایک جگہ بیٹھنے کے بعد اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھ جانا۔
16. نفل اعتکاف بیٹھنے والے کے لیے یہ کام بلا کراہت مسجد میں جائز ہیں۔ [رد المحتار: ۲/ ۴۴۸]

## مسائل اعتکاف

### مسجد کی حد:

مسجد سے مراد خاص وہ حصہ زمین ہے جو نماز کے لیے تیار کیا گیا ہو، یعنی اندر کا کمرہ، برآمدہ اور صحن۔ باقی جو حصہ اس سے خارج ہو وہ مسجد کے حکم میں نہیں، خواہ ضروریات مسجد ہی کے لیے وقف ہو، جیسے امام کا حجرہ، مسجد سے ملحق مدرسہ، جنازہ گاہ، وضو خانہ، غسل خانہ، استنجا خانہ، یہ تمام جگہیں مسجد سے خارج ہیں۔ اگر معتکف بلا ضرورت ان جگہوں چلا گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

### مسجد سے نکلنے کی حد:

مسجد سے باہر نکلنے کا حکم تب لگے گا جب دونوں پاؤں مسجد سے باہر ہوں اور دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ یہ مسجد سے باہر ہے، لہذا صرف سر باہر نکلنے سے اعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔

### مسجد کی چھت یا زینہ پر چڑھنا:

مسجد کی چھت کا بھی حکم ہے جو مسجد کا، اسی طرح مسجد کئی منزلہ ہو تو اوپر نیچے کی تمام منزلوں کا ایک ہی حکم ہے۔ معتکف سب میں آجا سکتا ہے۔ بشرطیکہ آنے جانے کا زینہ حدود مسجد کے اندر ہو۔

### حدود مسجد سے لاپرواہی:

اس مسئلہ میں بہت سے معتکف کو تاہی کا شکار ہو کر اپنا اعتکاف توڑ بیٹھتے ہیں۔ اس لئے معتکف کو چاہئے کہ اعتکاف میں بیٹھنے سے پہلے متولی مسجد سے پوچھ کر مسجد کی حدود پوری طرح معلوم کر لے۔

### اعتکاف ہر محلہ میں سنت کفایہ ہے:

رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف شہر کے ہر محلہ کے حق میں سنت علی الکفایہ ہے۔ یعنی ہر محلہ کی مسجد میں ایک آدمی اعتکاف میں بیٹھے ورنہ پورا محلہ تارک سنت ہوگا۔ [احسن الفتاویٰ: ۴/ ۵۰۸]

## اعتکاف کس مسجد میں افضل ہے:

اعتکاف کے لیے سب سے افضل جگہ مسجد حرام ہے، اس کے بعد ”مسجد نبوی“ پھر مسجد اقصیٰ [بیت المقدس] پھر بڑی مسجد جس میں نمازی زیادہ آتے ہوں، بشرطیکہ اس میں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو، ورنہ اپنے محلہ کی مسجد افضل ہے۔

## مسنون اعتکاف کس وقت سے شروع ہوتا ہے:

مسنون اعتکاف میں بیٹھنے کے لئے ضروری ہے کہ ۲۰ رمضان کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے اور اعتکاف کی نیت بھی غروب سے پہلے کر لے، خواہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے کرے یا داخل ہونے کے بعد کرے۔ اگر غروب کے بعد مسجد میں داخل ہوا، یا مسجد میں پہلے سے موجود تھا مگر نیت غروب کے بعد کی تو یہ اعتکاف مسنون نہ ہوگا، مستحب ہو جائے گا، اس لئے کہ پورے عشرہ اخیرہ کا اعتکاف نہ ہو۔ [امداد الفتاویٰ: ۲ / ۱۵۴، جواہر الفقہ: ۱ / ۳۸۳]

## اعتکاف ٹوٹنے پر قضا کا کیا حکم ہے:

سوال: اگر کسی وجہ سے اعتکاف ٹوٹ گیا تو اس کی قضا واجب ہے یا نہیں؟  
جواب: نفل اعتکاف کی قضا واجب نہیں اس لیے کہ وہ مسجد سے نکلنے سے نہیں ٹوٹتا بلکہ ختم ہو جاتا ہے۔ اعتکاف منذور معین یا غیر معین ٹوٹ جائے تو سب دنوں کی قضا واجب ہے، نئے سرے سے اتنے ہی دن پورے کرے کیونکہ ان میں تتابع [تسلسل] لازم ہے۔

اور عشرہ اخیرہ رمضان کے مسنون اعتکاف میں صرف اُس دن کی قضا واجب ہے جس میں اعتکاف ٹوٹا۔ نسا کے بعد یہ باقی اعتکاف نفل ہو گیا۔ ایک دن کی قضا چاہے اسی رمضان ہی میں کر لے یا رمضان کے بعد نفل روزہ کے ساتھ کرے۔ ایک دن کی قضا میں رات دن دونوں کی قضا واجب ہے یا صرف دن کی؟

اس سے متعلق کوئی صریح جزیئہ نظر سے نہیں گزارا، قواعد سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ

اعتکاف اگر دن میں فاسد ہوا تو صرف دن کی قضا واجب ہوگی، صبح صادق سے شروع کر کے غروب آفتاب تک اعتکاف کرے۔

اور اگر رات میں اعتکاف فاسد ہوا ہے تو رات دن دونوں کی قضا واجب ہے، غروب آفتاب سے قبل شروع کر کے دوسرے دن غروب کے بعد ختم کرے۔ اگر دن کے اعتکاف کی نذر کی تو صرف دن کا اعتکاف واجب ہے اور رات دن دونوں کی نذر میں چوبیس گھنٹے کا اعتکاف واجب ہے، اور قضا اعتکاف بھی واجب ہے اور کی طرح ہے اس لیے اس کا بھی وہی حکم ہوگا۔ [احسن الفتاویٰ: ۴/۵۰۲]

## معتکف کے لیے جائز و ناجائز امور

قاعدہ:

طبعی اور شرعی حاجات [جن کی تفصیل اوپر مباحات کے ذیل میں گزر چکی] کے سوا کسی بھی سبب سے مسجد سے باہر نکلنا اعتکاف کو توڑ دیتا ہے الا یہ کہ مسجد کرنے کی وجہ سے جان کا خوف ہو یا کوئی جابر و ظالم بادشاہ اس کو جبراً مسجد سے نکال دے تو یہ شخص کسی قریبی مسجد میں بیٹھ جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

## مسجد میں معتکف کا خرید و فروخت کرنا:

اپنی بیوی یا بچوں کی ضرورت کے لیے مسجد میں کسی چیز کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، مگر سو داسلف مسجد میں رکھنا جائز نہیں۔ ہاں اگر ایسی ہلکی پھلکی چیز ہو جو مسجد میں جگہ نہ گھیرے تو اسے لانے کی گنجائش ہے۔ اور جو چیز اپنی یا اہل و عیال کی ضرورت کی نہ ہو یا بنیت تجارت اس کی خرید و فروخت کی جائے تو یہ خرید و فروخت ناجائز ہے، گو کہ صرف زبانی ہی کیوں نہ ہو۔

[ردالمحتار: ۲/۴۴۸]

## مباح باتیں کرنا:

بقدر ضرورت باتیں کرنا درست ہے [بدائع الصنائع] بالکل خاموش رہنا بھی جائز ہے جب کہ اسے ثواب و قربت نہ سمجھے [رد المحتار: ۲/ ۴۴۹] اور گفتگو کرنے میں یہ احتیاط ضروری ہے کہ کسی دوسرے معتکف یا نمازی کی راحت و عبادت میں خلل نہ آئے، ورنہ یہ گفتگو ناجائز ہوگی۔

## معتکف کا مسجد میں سر و غیرہ دھونا:

سر مسجد سے باہر نکال کر سر یا داڑھی کے بال وغیرہ دھونا جائز ہے، خواہ خود دھوئے یا کسی سے دھلوائے۔ اسی طرح مستعمل پانی کے لئے کوئی بڑا برتن رکھ کر ہاتھ منہ یا سر مسجد میں دھونا چاہے بلکہ وضو [چار اندام] بھی کرنا چاہئے تو مضائقہ نہیں بشرطیکہ پانی مسجد میں گرنے نہ پائے۔ [البحر الرائق: ۲/ ۳۰۳]

## معتکف کے لیے نسوار، سگریٹ کا استعمال:

حقہ اور سگریٹ مسجد میں بیٹھ کر پینا جائز نہیں، اور معتکف کے لیے مسجد سے باہر جانا بھی جائز نہیں۔ اگر معتکف ان چیزوں کا عادی ہے تو اسے مدت اعتکاف میں ان چیزوں کو ترک کر دینا چاہیے۔ اگر کسی کو شدید تقاضا ہو تو وہ کسی ضرورت کے موقع پر مسجد سے نکلے تو راستہ میں سگریٹ، بیڑی، نسوار استعمال کر لے، مگر اس کے بعد فوراً منہ سے بدبو زائل کر دے۔

## معتکف کا بضرورت محرم عورت سے ملنا:

کوئی ضروری کام درپیش ہو تو بیوی یا کوئی محرم خاتون [ماں، بیٹی، بہن، بھتیجی وغیرہ] مسجد میں آکر معتکف سے مل سکتی ہے، لیکن ضروری ہے کہ ایسے وقت آئے جب مسجد میں عام لوگ نہ ہوں اور باپردہ آئے، نیز اس موقع پر کسی دوسرے شخص کی نظر پڑ جائے تو اس کے سامنے فوری وضاحت کر دے کہ یہ میری بیوی ہے یا محرم خاتون ہے تاکہ اس کے لیے بدگمانی کا موقع نہ رہے۔

## معتکف کا مسجد میں ٹہلنا:

معتکف کا بضرورت مسجد میں ٹہلنا جائز ہے۔

## معتکف کا مسجد میں مریض کا علاج کرنا:

مسجد میں مریض کا حال سن کر یا معائنہ کر کے اسے بلا معاوضہ دواء علاج بتانا اور نسخہ لکھ دینا جائز ہے۔

## معتکف کا مسجد میں حجامت بنوایا:

اپنی حجامت خود بنانا جائز ہے اور حجام سے بنوانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر بدون عوض کرتا ہے تو مسجد کے اندر جائز ہے اور اگر بالعوض کرتا ہے تو معتکف مسجد کے اندر رہے مگر حجام مسجد سے باہر بیٹھ کر حجامت بنائے۔ مسجد کے اندر اجرت سے کام کرنا جائز نہیں۔

## معتکف کا مسجد میں کپڑے دھونا یا سینا:

معتکف کے لئے مسجد میں بوقت ضرورت اپنے کپڑے دھونا اور سینا جائز ہے، مگر یہ احتیاط ضروری ہے کہ پانی مسجد میں گرنے نہ پائے، واضح رہے کہ ضرورت کی بنا پر کپڑے دھونے کے لیے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔

## اعتکاف میں پردے لٹکانا:

اعتکاف میں پردے لٹکانا آپ ﷺ سے ثابت ہے، معتکف کو چاہئے کہ دل جمعی اور یکسوئی کے لئے پردے لٹکالے اور اس خلوت خانے میں دعا و عبادت کا مشغلہ رکھے اور نمازوں کے اوقات میں اگر ضرورت ہو تو پردے اٹھالے جائیں۔

## معتکف اذان کے لئے نکل سکتا ہے:

اذان دینے کی جگہ [مثلاً منارہ، اذان خانہ وغیرہ] اگر حدود مسجد کے اندر ہے تو معتکف کو اس میں جا کر اذان دینا بلا کراہت جائز ہے، بلکہ اذان کے علاوہ کسی دوسرے مقصد سے وہاں جانا چاہے تو مضائقہ نہیں۔ اور اگر یہ جگہ مسجد سے باہر ہے، لیکن اس میں جانے کا دروازہ مسجد کے اندر ہے تو اس میں بھی اذان دینے یا کسی دوسرے مقصد سے جانا جائز ہے، مگر احتیاط اس میں ہے کہ اذان کے سوا کسی دوسرے کام کے لیے اس میں نہ جائے۔ اور اگر یہ منارہ، حجرہ، اذان خانہ وغیرہ حدود مسجد سے باہر ہے تو معتکف اس میں صرف اذان دینے کے لیے جاسکتا ہے اور ان تینوں صورتوں میں یہ معتکف مؤذن ہو [یعنی اذان دینا اس کی ذمہ داری ہو] یا غیر مؤذن، دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

[ردالمحتار: ۲ / ۴۴۵]

## حاجات طبعیہ کے لئے نکلنا:

حاجات طبعیہ کے لئے نکلنا درست ہے جیسے پیشاب، پاخانہ اور غسل جنابت جبکہ حدود مسجد میں اس طور سے غسل کرنا ممکن نہ ہو کہ مستعمل پانی کا کوئی قطرہ مسجد میں گرنے نہ پائے۔

[ردالمحتار: ۲ / ۴۴۵]

## بلغم ڈالنے یا ناک صاف کرنے کے لئے مسجد سے نکلنا:

بلغم ڈالنے یا ناک صاف کرنے کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، بوقت ضرورت اس مقصد کے لئے معتکف اگالہ ان مسجد میں رکھے یا مسجد میں ہی کھڑے ہو کر بلغم اور ریٹ باہر ڈال دے۔

## وضو کے لئے مسجد سے باہر جانا:

اگر مسجد کے اندر بیٹھ کر وضو کرنے کی ایسی جگہ ہو کہ پانی مسجد سے باہر گرے تو مسجد سے باہر جانا جائز نہیں ہے، ورنہ جائز ہے۔ وضو خواہ فرض نماز کے لئے ہو یا نفل یا تلاوت یا ذکر کرنے کے

لئے، سب کا یہی حکم ہے۔

**معتکف کا کھانا لانے کے لئے مسجد سے نکلنا:**

گھر سے کوئی کھانا لانے والا نہ ہو تو ایسی مجبوری میں معتکف خود جا کر کھانا لا سکتا ہے، مگر وقت سے پہلے نکلنا جائز نہیں۔ اس لئے غروب آفتاب کے بعد جائز ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ کھانا لے کر فوراً واپس آجائے اور مسجد میں کھانا کھائے۔ [احسن الفتاویٰ: ۴/ ۵۱۷]

**حاجات شرعیہ کی وجہ سے مسجد سے نکلنا:**

حاجات شرعیہ کے لیے نکلنا بھی جائز ہے، مثلاً کوئی ایسی مسجد میں اعتکاف کے لیے بیٹھا ہے کہ جس میں جمعہ نہیں ہوتا تو جمعہ کے لیے نکلنا جائز ہے اور اندازہ کر کے اذانِ ثانی سے اتنی دیر پہلے نکلے کہ جامع مسجد میں پہنچ کر دو رکعت تحیۃ الوضوء اور چار رکعت سنت اطمینان سے پڑھ کر اذانِ خطبہ سن سکے۔ اگر اندازہ کرنے میں غلطی لگ گئی اور اس سے پہلے پہنچ گیا تو بھی مضائقہ نہیں۔ پھر جمعہ کے فرضوں سے سلام پھیر کر اطمینان سے چھ رکعات سنت پڑھ کر اپنی مسجد میں واپس آجائے۔ اگر اس سے زیادہ وقت جامع مسجد میں ٹھہر گیا یا جمعہ کے بعد نکلا ہی نہیں اور اعتکاف کے بقیہ ایام جامع مسجد ہی میں بیٹھ کر پورے کر لئے تب بھی جائز ہے، مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ یہ حکم شہر کا ہے۔

**گاؤں کی مسجد میں اعتکاف کرنے والوں کے لیے جمعہ کے لئے نکلنا:**

معتکف اگر گاؤں کی مسجد میں بیٹھا ہے تو جمعہ کے لیے شہر میں آنا جائز نہیں، ورنہ اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ [فتاویٰ محمودیہ: ۳/ ۱۷۵]

**معتکف کا نماز جنازہ اور عیادت کے لئے نکلنا:**

اعتکاف مندور کی نذر مانتے وقت نماز جنازہ، عیادت مریض اور مجلس علم میں حاضری کے لئے خروج کا استثناء صحیح ہے اور نکلنا جائز ہے، بشرطیکہ نذر کی طرح استثناء بھی زبان سے کیا ہو،

صرف دل کی نیت کافی نہیں۔ مگر مسنون اعتکاف میں یہ نیت کی تو وہ نفل ہو جائے گا، سنت ادا نہ ہو گی۔ مسنون اعتکاف صرف وہی ہے جس میں کوئی استثناء نہ کیا ہو، اس میں نکلنا مفسد ہے۔ البتہ قضاء حاجت جیسی ضرورت کے لئے نکلنے پر دیکھا کہ راستہ ہی میں نماز جنازہ شروع ہو رہی ہے تو اس میں شریک ہو سکتا ہے۔ نماز سے قبل انتظار اور نماز کے بعد وہاں ٹھہرنا جائز نہیں۔ اسی طرح قضاء حاجت کے لئے اپنے راستے پر چلتے چلتے عیادت کر سکتا ہے، عیادت اور نماز جنازہ کے لیے راستہ سے کسی جانب مڑنا اور ٹھہرنا جائز نہیں۔

**بیت الخلاء خالی ہونے کے لئے انتظار کرنا:**

معتکف اگر قضاے حاجت کے لئے نکلا لیکن بیت الخلاء خالی نہیں تھا تو اس کے لئے وہیں انتظار کرنا درست ہے، اس سے اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

**معتکف اگر قضاے حاجت کے لئے نکلا تو غسل نہیں کر سکتا:**

معتکف قضاے حاجت کے لیے نکلا تو غسل نہیں کر سکتا، اس سے اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ البتہ اگر غسل خانہ بیت الخلاء کے ساتھ ہی ہو اور نہانے میں وضوء سے زیادہ دیر نہ لگے تو قضاے حاجت کے بعد غسل کی اجازت ہے۔ اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مسجد ہی میں کپڑے اتر کر صرف لنگی میں چلا جائے اور ٹل کھول کر بدن پر پانی بہا کر نکل آئے نہ صابن لگائے اور نہ زیادہ ملے، اس طرح صفائی تو نہیں ہوگی لیکن ٹھنڈک حاصل ہو جائے گی اور اگر مسجد کی طرف چلتے چلتے تولیہ سے بدن صاف کر لے تو کافی حد تک صفائی بھی ہو سکتی ہے۔

**معتکف میں اجرت پر تعلیم دینا:**

معتکف کے لئے اجرت لے کر تعلیم دینا مکروہ ہے، خواہ دینی ہو یا دنیوی یا اجرت پر کوئی اور عمل کرنا، البتہ جو شخص مسجد کا پہرے دار اور محافظ ہو اس کے لیے اجرت پر تعلیم کی گنجائش ہے۔

## معتکف کا خاموش رہنا:

اسی طرح بالکل خاموشی اختیار کر لینا بھی مکروہ ہے جبکہ اسے فی نفسہ عبادت تصور کرے۔ اور اگر زبان کے گناہوں سے بچنے کے لیے خاموش رہے تو یہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے عورت کو اعتکاف کے لیے شوہر کی اجازت ضروری ہے:

عورت کو اعتکاف میں بیٹھنے کے لیے خاوند سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے اور خاوند اسے اعتکاف سے منع بھی کر سکتا ہے، لیکن جب ایک بار اجازت دے دی تو اب منع نہیں کر سکتا۔ اجازت کے بعد شوہر بیوی سے ہم بستری نہیں کر سکتا:

خاوند نے جب اجازت دے دی تو اب اس کے لیے بیوی سے ہم بستری ہونا، بوس و کنار کرنا یا اس ارادہ سے بیوی کی اعتکاف گاہ میں داخل ہونا جائز نہیں۔ تاہم اس نے ہم بستری کر لی تو بیوی کا اعتکاف فاسد ہو گیا۔ ہم بستری کے سوا دوسری باتوں سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا۔

## نابالغ بچوں کی اعتکاف بٹھانا:

سوال: آج کل مسجد میں نابالغ لڑکوں کو بھی اعتکاف بٹھا دیا جاتا ہے جو کہ پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا بچوں اور نابالغ لڑکوں کو اعتکاف بٹھایا جاسکتا ہے؟

جواب: اعتکاف عاقل بالغ مسلمانوں کیلئے مسنون ہے، بچوں کے لیے نہیں، سجدہ ارنجے کا اعتکاف بیٹھنا اگرچہ فی نفسہ جائز ہے مگر اس زمانے میں بچوں کے اعتکاف بیٹھنے میں بہت سے مفاسد اور خرابیاں ہیں، جن کے ہوتے ہوئے بچوں کو اعتکاف بٹھانا جائز نہیں۔

## کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کے لیے نکلنا:

معتکف کو کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کے لیے نکلنا جائز نہیں، مسجد ہی میں کسی برتن میں دھولے، منجن یا مسواک وغیرہ وضو کے ساتھ کر سکتا ہے، صرف منجن وغیرہ کے لئے نکلنا جائز نہیں، ان صورتوں میں بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ وضو سے قبل یا بلا قصد وضو، وضو خانہ میں بیٹھ کر صابن سے ہاتھ دھونا بھی جائز نہیں، اسی طرح وضو کے بعد وضو خانہ پر کھڑے ہو کر رومال سے وضو کا پانی خشک کرنا بھی جائز نہیں۔ ان صورتوں میں بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ جس طبعی یا شرعی ضرورت کے لیے نکلے، اس سے فارغ ہوتے ہی فوری مسجد میں لوٹ آئے ورنہ اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

## دن میں کھاپی لینا:

دن میں قصد کھاپی لیا تو روزہ کے ساتھ اعتکاف بھی ٹوٹ جائے گا اور بھول کر کھانے پینے سے روزہ کی طرح اعتکاف بھی نہیں ٹوٹتا۔

## مجنون یا بے ہوش ہونا:

بے ہوشی یا جنون اگر مسلسل اتنا وقت طاری رہے جس میں ایک روزہ قضاء ہو جائے تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، اس سے کم مقدار میں ہو تو نہ ٹوٹے گا۔

## احتلام ہو جانا:

احتلام ہونے سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا، احتلام ہونے پر معتکف کو چاہیے کہ بیدار ہوتے ہی پہلے تیمم کر لے، پھر فوری مسجد سے نکل جائے، جسے احتلام کا اندیشہ ہو اس کے لیے بہتر ہے کہ پہلے سے اپنے ساتھ کوئی ڈھیلا وغیرہ رکھ لے، ورنہ مسجد کی زمین پر ہی تیمم کر لے۔ اگر کسی ضرر کا اندیشہ ہو یا پانی ملنے میں کچھ دیر ہو یا پانی گرم ہو رہا ہو تو اسی تیمم کے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر انتظار کرے۔

## لیلیۃ القدر

### گناہوں کی معافی:

شب قدر کی اہمیت کے لیے قرآن کریم میں بیان کردہ مذکورہ فضیلت ہی کافی تھی، مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو اس کی قدر و منزلت بتانے کیلئے متعدد ارشادات فرمائے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو شخص لیلیۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے [عبادت کیلئے] کھڑا ہو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ [بخاری]

تنبیہ:

حدیث بالا اور اس جیسی احادیث جن میں کسی عمل صالح سے گناہوں کی معافی کا ذکر آتا ہے، ان میں گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہوتے ہیں، جبکہ قرآن کریم نے کبیرہ گناہوں کی معافی کو توبہ کے ساتھ مقید کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ اس لئے لیلیۃ القدر کی عبادت ہو یا اور کوئی نیک عمل، اس کے فضائل پڑھ سن کر بے دریغ گناہ کرتے جانا اور معافی کی امید رکھنا جہالت ہے۔ کبیرہ گناہوں سے توبہ کا اہتمام لازم ہے، توبہ کے باوجود اس لغزش و خطا کے پتلے سے صفائر کا صدور ہوتا ہی رہتا ہے، شب قدر کی عبادت اور دوسرے اعمال صالحہ سے ان صفائر کی معافی بھی بہت بڑا انعام ہے۔

”نزاع و اختلاف“ تعین لیلیۃ القدر کے اٹھ جانے کا سبب:

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تاکہ ہمیں لیلیۃ القدر کے بارے میں خبر دیں مگر دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس لیے آیا تھا تاکہ تمہیں شب قدر کی خبر دوں، مگر فلاں فلاں اشخاص میں جھگڑا ہو رہا تھا، جس کی وجہ سے اس کی تعین اٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اٹھالینا اللہ تعالیٰ کے علم میں بہتر ہو، اب اس رات کو نوں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ [بخاری]



رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور وہ بالاتفاق اکیسویں شب سے شروع ہوتا تھا، اس لیے بھی جمہور کا قول زیادہ راجح ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ آخری عشرہ کے تمام راتوں میں عبادت کرنا چاہیے۔ تراویح سال چار ماہ سے زیادہ زمانہ کی عبادت کا ثواب حاصل کرنے کے لیے ان گیارہ راتیں عبادت کرنا کوئی ایسی مشکل چیز نہیں۔

## لیلیۃ القدر کا علم مرتفع ہونے کی مصلحتیں:

لیلیۃ القدر کوئی معین رات نہیں، بعض کا قول ہے کہ پورے سال میں کوئی رات ہے، بعض کا قول ہے کہ پورے رمضان میں کوئی رات ہے، بعض نے کہا کہ آخری عشرے میں، پھر اس کی بھی طاق راتوں میں زیادہ احتمال ہے، جس کی تائید حدیث بالا سے بھی ہوتی ہے۔ لیلیۃ القدر کا علم مرتفع ہونے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا بعید ہے کہ یہ تمہارے لیے بہتر ہو، اس کی پوری مصلحتیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں، تاہم علماء کرام نے چند مصلحتیں تحریر فرمائی ہیں۔

### (1) غفلت سے بچانا:

اگر معلوم ہو جاتا کہ فلاں رات لیلیۃ القدر ہے تو اس رات میں لوگ عبادت کرتے اور دوسری راتوں میں سوتے رہتے، علم نہ ہونے کی صورت میں ہر رات کے بارے میں امکان ہے کہ یہی لیلیۃ القدر ہو، اس لیے ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے۔

### (2) سخت عذاب سے بچانا:

اگر پتا چل جاتا کہ فلاں رات ہے تو بہت سے لوگ اس میں بھی گناہ نہ چھوڑتے، اور نہیں تو کم از کم داڑھی تو منڈا ہی لیتے یا کٹوا لیتے۔ شرعی پردہ سے بغاوت، غیبت کرنا، ٹخنے ڈھانکنا وغیرہ، بے شمار گناہ جنہیں آج کا مسلمان گناہ نہیں سمجھتا، سب کچھ کرتا رہتا، لیلیۃ القدر جیسی مقدس رات میں بھی اللہ تعالیٰ کی بغاوتوں اور نافرمانیوں سے باز نہ آتا تو اس پر عذاب بہت سخت ہوتا، اس لیے یہ بھی اللہ کی رحمت ہے کہ لیلیۃ القدر کا علم واپس لے کر بندوں کو سخت عذاب سے بچالیا۔

### (3) افسردگی سے بچانا:

اگر کسی شخص سے وہ رات کسی عذر سے یا اتفاقاً چھوٹ جاتی تو افسردگی کی وجہ سے آئندہ راتوں میں سے کسی رات بھی عبادت نصیب نہ ہوتی، تعین نہ ہونے کی وجہ سے کئی راتوں کی عبادت نصیب ہو جاتی ہے۔

### (4) زیادہ اجر دینا:

جتنی راتیں لیڈہ القدر کی طلب میں خرچ ہوتی ہیں ان کا مستقل ثواب علیحدہ ملے گا۔

### صدقہ فطر:

صدقہ فطر ہر اس آزاد مسلمان پر واجب ہے جو حاجاتِ اصلیہ [مکان، لباس، سواری، ضروری ہتھیار وغیرہ] سے زائد نصاب کا مالک ہو، اس میں عاقل و بالغ ہونا شرط نہیں۔

[الجواہرۃ النیرۃ: ۱/ ۱۷۰]

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ صدقہ فطر صرف اس شخص پر فرض ہے جس کے ذمہ زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے حالانکہ یہ درست نہیں، زکوٰۃ تو صرف سونے، چاندی، مال تجارت اور نقدی میں فرض ہوتی ہے، جبکہ صدقہ فطر کے وجوب میں زائد از ضرورت اشیاء کو بھی شامل کرنا ضروری ہے۔ بس اگر کسی کی ملکیت میں اموال زکوٰۃ بالکل موجود نہیں لیکن زائد از ضرورت اشیاء، نصاب [ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت] کی مقدار میں ہیں، یا اموال زکوٰۃ مقدار نصاب سے کم مالیت کے ہیں لیکن زائد از ضرورت اشیاء کو ملانے سے ان کی مجموعی مالیت نصاب کو پہنچ جاتی ہے تو اس دونوں صورتوں میں صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

[الجواہرۃ النیرۃ: ۱/ ۱۷۰]

لوگوں میں ایک بات مشہور ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی صرف اس شخص پر واجب ہے جو روزے رکھے۔ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔ صدقہ فطر ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ خواہ اس نے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں پھر یہ روزہ نہ رکھنا کسی عذر سے ہو یا بلا عذر، صدقہ فطر بہر صورت اپنی جگہ اس پر واجب ہے۔

[بدائع الصنائع: ۲/ ۷۰]

## صدقہ فطر کب واجب ہوتا ہے؟

صدقہ فطر عید الفطر کی صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے، لہذا صبح صادق سے پہلے جو بچہ پیدا ہوا یا کافر مسلمان ہو گیا یا فقیر مالدار ہو گیا تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے۔ اسی طرح صبح صادق کے بعد جو شخص فوت ہوا یا مالدار فقیر بن گیا اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔ اس کے برعکس جو شخص صبح صادق سے پہلے فوت ہو گیا یا مالدار فقیر بن گیا تو ان پر صدقہ فطر واجب نہیں، اسی طرح صبح صادق کے بعد جو بچہ پیدا ہوا یا کافر مسلمان ہو تو ان پر بھی واجب نہیں۔ [فتاویٰ عالمگیری: ۱/۱۹۲]

## صدقہ فطر کب ادا کیا جائے؟

مستحب تو یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کر دیا جائے تاکہ غریب اور نادار مسلمان بھی مالداروں کے ساتھ عید کی خوشی میں شریک ہوں۔ لیکن کسی نے ادائیگی میں تاخیر کر دی تو صدقہ فطر اس سے ساقط نہ ہوگا، عمر بھر اس کے ذمہ واجب رہے گا، جب بھی ادا کرے یہ ادا ہی ہوگا نہ کہ قضا۔ اگر ادا کئے بغیر موت کو وقت آگیا تو وصیت کرنا واجب ہے، جو تہائی ترکہ میں نافذ ہوگی۔ وصیت نہ کرنے کی صورت میں ورثہ کے ذمہ کچھ نہیں، ہاں بالغ و رثاء تیر عا ادا کریں تو درست ہے۔ [ردالمحتار: ۲/۳۵۸]

صدقہ فطر واجب ہونے کے بعد ادائیگی میں سستی کی حتیٰ کہ مال ضائع ہو گیا تو بھی صدقہ فطر ذمہ میں واجب رہے گا، بخلاف زکوٰۃ و عشر کے کہ وہ مال تلف ہونے کی صورت میں ساقط ہو جاتے ہیں۔ [الجوہرۃ النیرۃ: ۱/۱۷۴]

## صدقہ فطر کس کی طرف سے واجب ہے؟

صدقہ فطر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے۔ نابالغ بچوں میں کوئی صاحب نصاب ہے تو فطرانہ اسی کے مال میں سے دیا جائے اور یہی حکم مجنون اولاد کا ہے۔

[ہدایہ مع فتح القدیر: ۲/۲۲۰]

درج ذیل رشتہ داروں کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں: بیوی، بالغ اولاد، والدین، بہن، بھائی و دیگر اعزہ گو کہ اس کے عیال میں ہوں یعنی اس کے زیر کفالت ہوں۔ البتہ اپنی بالغ اولاد اور بیوی کا صدقہ ان سے اجازت لیے بغیر بھی ادا کر دیا تو ادا ہو جائے گا، بشرطیکہ بالغ اولاد اس کے عیال میں ہو، ورنہ صدقہ ادا نہ ہوگا اور باقی رشتہ داروں میں کسی کی طرف سے بھی بلا اجازت ادا کرنے سے ادا نہ ہوگا۔ [فتاویٰ عالمگیریہ: ۱/ ۱۹۲]

نابالغ فقیر بچوں کا باپ نہ ہو یا تنگ دست ہو تو دادا باپ کے قائم مقام ہے، یعنی اس پر واجب ہے کہ اپنا اور اپنے پوتوں پوتیوں کا فطرانہ ادا کرے [ردالمحتار: ۲/ ۳۶۲] لیکن ماں کے ذمہ بچوں کا فطرانہ نہیں، خواہ وہ مالدار ہی ہوں [ردالمحتار: ۲/ ۳۶۱] نابالغ اور مجنون اگر صاحب نصاب تھے اور ان کے سرپرست نے ان کے مال سے صدقہ فطر ادا نہ کیا تو بالغ ہونے پر اور جنون زائل ہونے پر دونوں کے ذمہ گزشتہ سالوں کا صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ ہاں اگر یہ دونوں صاحب نصاب نہ تھے اور ان کے سرپرست نے بھی ان کی طرف سے ادا نہ کیا تو ان کے ذمہ کچھ نہیں۔

[بدائع الصنائع: ۲/ ۹۲]

## صدقہ فطر کی مقدار کیا ہے؟

اگر صدقہ فطر میں گندم، جو، کھجور اور کشمش چار اجناس میں سے کوئی جنس ادا کرنا چاہیں تو وزن کا لحاظ ضروری ہے، یعنی گندم سے ادا کریں تو نصف صاع اور جو، کھجور، کشمش سے ادا کریں تو ایک صاع ہے۔ گندم اور جو کے آٹے یا ستوکا بھی وہی حکم ہے جو گندم اور جو کا ہے، بقیہ اجناس [مکی، باجرہ، چاول وغیرہ سے اگر فطرانہ ادا کرنا چاہیں تو وزن کا اعتبار نہیں بلکہ قیمت کا لحاظ ضروری ہے یعنی ان کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع جو یا کھجور یا کشمش کی قیمت کے برابر ہو، وزن خواہ اس سے زیادہ ہو یا کم۔

لہذا کسی نے کم قیمت کھجوروں کے ایک صاع کی جگہ اس کی قیمت کے مساوی نصف صاع عمدہ

کھجور ادا کی تو جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی نے مکئی، باجرہ یا چاول کا ایک صاع ادا کیا مگر اس کی قیمت نصف صاع گندم یا ایک صاع کھجور وغیرہ کی قیمت سے کم تھی تو جائز نہیں۔ [رد المحتار: ۲ / ۳۶۴]

## نصف صاع کی مقدار کیا ہے؟

بعض علماء کے قول کے مطابق نصف صاع پونے دو کلو کا اور صاع ساڑھے تین کلو کا ہوتا ہے۔ جبکہ بعض علماء کی تحقیق کے مطابق نصف صاع سواد کلو اور صاع ساڑھے چار کلو کا ہوتا ہے۔ مفتی اعظم مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب کی تحقیق بھی یہی ہے اور اس میں احتیاط بھی ہے، کیونکہ اس تحقیق پر عمل کرنے میں صدقہ فطر کی ادائیگی یقینی ہے اور عبادات میں احتیاط پر ہی عمل کرنا چاہئے۔

## جنس یا قیمت:

فطرانہ میں چاہے یہی اشیاء ادا کریں، چاہے بصورت نقد ان کی قیمت ادا کریں، ہر طرح جائز ہے۔ بلکہ نقد کی صورت میں ادا کرنا اس لحاظ سے بہتر ہے کہ اس سے فقیر اپنی ہر ضرورت پوری کر سکتا ہے۔ [فتاویٰ عالمگیریہ: ۱ / ۱۹۱]

بازار میں راشن کے آٹے کا بھاؤ کم اور گیہوں کا بھاؤ زیادہ ہوتا ہے، ایسے میں صدقہ فطر کے لئے گیہوں کی قیمت ادا کریں، آٹے کی قیمت گیہوں سے کم ہو تو اتنا یا اس کی قیمت دینے سے صدقہ فطر ادا نہ ہوگا۔ [احسن الفتاویٰ: ۴ / ۳۸۴]

## صدقہ فطر کا مصرف کون؟

صدقہ فطر کا مصرف ہر وہ شخص ہے جو مصرف زکوٰۃ ہے۔ [رد المحتار: ۲ / ۳۶۹]

یعنی جس کی ملک میں سونا، چاندی، مال تجارت، نقدی اور زائد از ضرورت اشیاء میں سے کوئی چیز نہ ہو یا ہو لیکن بقدر نصاب [ساڑھے ۵۲ تولہ چاندی کی قیمت] سے کم ہو۔

## امام کو زکوٰۃ و صدقہ فطر دینا:

امام کو زکوٰۃ و صدقہ فطر دینا دو شرطوں سے جائز ہے۔

(1) امام مستحق زکوٰۃ ہو۔

(2) لوگ یہ رقم اسے امامت یا قرآن سنانے کی اجرت کے طور پر نہیں بلکہ ادا زکوٰۃ و صدقہ

فطر کے طور پر دیتے ہوں۔

اگر امام مستحق زکوٰۃ نہیں، یا یہ رقم اسے اجرت کے طور پر دی جاتی ہے تو امام کے لیے لینا

جائز نہیں، لوگوں کی زکوٰۃ وہ صدقہ فطر بھی ادا نہیں ہوگا۔

